SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, August 22, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبٰرک الّذی جعل فی السّماء بروجاً وّجعل فیھا سرٰجاوّ قمرًا منیرًا O
وھو الّذی جعل الّیل والنّھار خلفۃً لّمن ارا د ان یذّکّرا وارادشکورًا O و عبادالرّحمن
الّذین یمشون علے الارض ھونًاوّ اذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰمًا O والّذین یبیتون
لربّھم سجّدًا وّ قیامًا O والّذین یقولون ربّنا اصرف عنّا عذاب جھنم انّ عذابھا کان غراما
O

ترجمہ: بڑا برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں ستارے بنائے اور اس میں چراغ اور
چمکتا ہوا چاند بھی بنایا اور وہی ہے جس نے رات اور دن یکے بعد دیگرے آنے والے بنائے۔ یہ
اس کے لیے ہے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, August 22, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبٰرک الّذی جعل فی السّماء بروجاً وّجعل فیہا سرٰجاوّ قمرًا منیرًاO وھوالّذی جعل الّیل والنّھار خلفۃً لّمن ارا د ان یذّکرا واراد شکورًا O و عبادالرّحمن الّذین یمشون علے الارض ھونًاوّ اذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلٰمًا O والّذین یبیتون لربّھم سجّدًا وّ قیامًا O والّذین یقولون ربّنا اصرف عنّا عذاب جھنم انّ عذابھا کان غراما O

ترجمہ : بڑا برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں ستارے بنائے اور اس میں چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا اور وہی ہے جس نے رات اور دن یکے بعد دیگرے آنے والے بنائے۔ یہ اس کے لیے ہے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے

پاؤں چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے بے شک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔

سورۃ الفرقان (آیات ۶۱-۶۵)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

Before we go on with the Orders of the Day, I think, yesterday at the closing time, remarks were made by one of our colleagues about the government officials and functionaries, specifically of Foreign Office. We had expunged them and about the comments of yesterday, Agha Sahib has also explained. I think, it is important that we should not make such comments about government officers. They do their job. They are the best of the best. They come through a competitive process and they are here to assist. Unless there is something special, we should not make such statement. And we have to respect them any way but I would definitely want that House should maintain its decorum.

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب متعلقہ سٹاف شام تک یہاں موجود رہا۔ یہ قابل احترام لوگ ہیں، یہ ہم میں سے ہی ہیں اور ہمیں ایسے words استعمال نہیں کرنے چاہئیں جو ہمارے ساتھیوں کی دل شکنی کا باعث بنیں۔ میری بلیدی صاحب سے بات بھی ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا قطعی طور پر ایسا ارادہ نہیں تھا تاہم میرا طرز تکلم ایسا ہے کہ میں ترجمہ کسی چیز کا کرتا ہوں تو ایسے کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ اسے تبدیل کر لیں۔

(قہقہے)

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب والا! پریس گیلری سے walk out ہوا ہے۔ اس لیے آپ کسی وزیر صاحب سے request کریں کہ وہ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ جناب والا! walk out اس لیے ہوا ہے کہ بابر ملک صاحب جن کا تعلق ARY سے تھا، کل رات وہ اپنے فرائض منصبی انجام دے کر واپس گھر جا رہے تھے کہ انہیں agencies کے افراد نے راستے میں روکا اور کسی نامعلوم جگہ پر لے جا کر انہیں مارا پیٹا اور مارپیٹ کرنے کے بعد انہیں سڑک پر چھوڑ کر چلے گئے۔ So, he is hospitalized now. جناب والا! اگر ایسے واقعات ہوتے رہیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی favour میں ہے، نہ ہی اپوزیشن کی favour میں ہے اور نہ ملک کی favour میں ہے۔ اس لیے ہم پوری اپوزیشن اس عمل کو سختی کے ساتھ condemn کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس میں کوئی second opinion نہیں ہے they should be allowed to do their job. ہمیں ان کا پورا احترام ہے اور ان کا قومی سروس میں بڑا اہم کردار ہے۔ ایسی باتیں نہیں ہونی چاہییں۔ اس لیے آغا صاحب، آپ اسے دیکھ لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): جناب والا! مجھے یہ بات سن کر بڑا دکھ ہوا ہے جو رضا ربانی صاحب نے کی ہے۔ یقیناً ہم بھی اسے condemn کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت اس واقعے کی تحقیقات بھی کروائے گی اور جو بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے، ان کے خلاف کوئی نہ کوئی action بھی ہو گا۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! آپ journalists سے جا کر بات بھی کر لیں کہ وہ proceedings join کر لیں۔ جی، قصوری صاحب۔

میاں خورشید محمود قصوری (وفاقی وزیر خارجہ): جناب والا! شکریہ۔ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ آپ نے آج جو فارن آفس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے، یہ آپ نے صحیح کہا ہے کہ they are the best of the best. Competitive exam پاس کرنے کے بعد آتے ہیں۔

Mr. Chairman: Undoubtedly.

میاں خورشید محمود قصوری: جناب والا! آپ سے بات ہونے کے بعد میری

سیکرٹری صاحب سے بات ہوئی ہے۔ شکریہ۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Now, I will read out the leave application. I have only one leave application today.

محترمہ عافیہ ضیا ذاتی مصروفیات کی بنا پر 20 اور 21 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Before, we start Orders of the Day, I have two or three points of order. رضا صاحب! کیا اس وقت انہیں لے لوں۔ بنگزئی صاحب۔ We will take only these points of order and not others.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین صاحب! صدر مملکت نے ایک سکیم پورے ملک میں متعارف کروائی تھی جو کہ water management کے حوالے سے تھی۔ خوش قسمتی سے ہمارے صوبہ بلوچستان کے کچھ نوجوانوں کو اس سکیم میں روزگار کے مواقع ملے اور وہ وہاں بھرتی ہو گئے۔

جناب چیئرمین! مجھے اس سلسلے میں یہ گزارش کرنی ہے کہ ایک تو یہ نوجوان جو یہاں ملازمت کے لیے آئے، وہ اپنی عمر کی آخری stage پر تھے جو کہ relaxation کے بعد 28 سے 35 سال بنتی ہے۔ اس کے بعد ابھی تک انہیں تذبذب میں رکھا گیا ہے کہ آپ لوگ contract پر ہیں۔ جناب چیئرمین! جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ باقی تین صوبوں میں water management کے حوالے سے جو تقرریاں ہوئی ہیں، انہیں مستقل بنیادوں پر باقاعدہ ملازمت دے دی گئی ہے۔ واحد میرا صوبہ ہے کہ جہاں کے نوجوانوں کو گومگو کی کیفیت میں رکھا گیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت وقت سے یہ پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے صوبے کے ان نوجوانوں کو جو کہ 145 یا 150 ہیں، جنہیں بمشکل کافی عرصے کے بعد ملازمتیں ملی ہیں، ان

کو بھی دیگر صوبوں کی طرح مستقل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ یہ تفصیلات مجھے دیں، انشاء اللہ .we will take it up

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! دوسری گزارش سینیٹ کی ہاؤسنگ سوسائٹی کے حوالے سے ہے کہ گزشتہ تین سالوں سے غریب ملازمین نے اپنی جمع پونجی اس سوسائٹی میں جمع کروائی تھی لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی مستقل لائحہ عمل طے نہیں ہوا ہے جس کی وجہ سے ان غریب ملازمین میں جنہوں نے اپنے پیٹ کاٹ کر یہاں کچھ پیسے جمع کروائے تھے، تشویش پائی جاتی ہے۔ اس لیے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اگر واقعی کوئی لائحہ عمل طے ہوا ہے تو انہیں بھی اعتماد میں لیا جائے اور اگر نہیں بنا ہے تو میرے خیال میں جو رقوم انہوں نے جمع کروائی ہیں، وہ انہیں واپس کی جائیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اس پر تفصیلی discussion نہ کریں کیونکہ اس طرح سے time نکل جائے گا۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! بھنڈر صاحب کو تھوڑا سا بولنے دیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سینیٹ اور دیگر ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے بارے میں ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ سینیٹ کی ہاؤسنگ سوسائٹی میں بہت پیش رفت ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین: یہی میں بتانا چاہ رہا تھا۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: اس کی زمین 30 جگہوں پر scattered تھی، اسے اب ایک جگہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح 565 کنال زمین ایک جگہ اکٹھی ہو گئی ہے۔ اس کا Layout Plan منظور ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: NOC کب تک ملے گا۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: اور اس کا NOC پہلی ستمبر کو مل رہا ہے۔ اس میں

بہت زیادہ پیش رفت ہو چکی ہے اور اس پر کام جاری ہے ۔ ہماری سب کمیٹی کی یہ کوشش ہے کہ جلد سے جلد یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائے لیکن آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے صرف nominal رقم جمع کروائی ہوئی ہے اور باوجود اس بات کے کہ financial constraints ہیں، ہم اسے جتنی جلدی آگے لے جانا چاہتے ہیں، وہ انشاء اللہ لے جائیں گے۔

جناب چیئرمین : میں اس پر تھوڑا عرض کر دوں کہ یہ اپنی independent cooperative body ہے ' اس کا سینیٹ کے ساتھ administratively کوئی تعلق نہیں ہے، اپنے trustees اس کو manage کرتے ہیں۔ تو جو اس کے members ہیں جنہوں نے payments کی ہیں، وہ آئیں annual general body meeting or general body meeting بلائیں، اس میں trustees اپنی تجاویز دیں۔ جن ہمارے ممبران نے اس میں role play کیا ہے ان کا میں مشکور ہوں کہ ان کی شراکت کی وجہ سے بات آگے بڑھی ہے لیکن جن کے dues رہتے ہیں اگر وہ dues دیں تو یہ رفتار بہتر ہو سکتی ہے۔ جی بنگزئی صاحب جلدی کریں میرے خیال سے آپ کا ایک ہی تھا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی : جناب ! ہمارے funds دو سال سے release نہیں کیے گئے۔

جناب چیئرمین : وہ تو آپ نے کہہ دیا ہے we will take it up کیونکہ تھیم صاحب یہاں نہیں تھے، انشاء اللہ we will take it up. جی آصف جتوئی صاحب۔

Senator Asif Jatoi: Thank you Mr. Chairman. I was reading the newspapers and I came across this cartoon and it shows that Pakistani sitting on a bicycle cart, selling his body parts. Now, is this the state of affairs in our country today? There are kidneys for sale; there are legs for sale; there are hearts for sale. I hope the government is taking notice of this body parts selling going on.

Mr. Chairman: This is in response to some internet websites and that is where the ordinance for the human organs donation has also been tabled and that will address these issues where this sale is going on.

Senator Asif Jatoi: I hope the government is taking serious notice of this.

Mr. Chairman: Wasim sahib can comment on this.

Senator Wasim Sajjad: It is a serious matter and it has already been tabled in the National Assembly and on that also I find that there are number of view points being expressed in the press. I think this is the appropriate stage where the concerned people should address their concerns whatever. So that in the Standing Committee all these matters can be considered, technically as well as otherwise and a good law can be passed by the Parliament of Pakistan.

جناب چیئرمین: سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین۔ کل جب ہمارا اجلاس ختم ہوا تو میں یہاں سے واپس جا رہی تھی تو سپریم کورٹ کے سامنے چند سندھ سے تعلق رکھنے والے سوئی سدرن گیس کے ملازمین احتجاج کر رہے تھے۔ میں نے ان سے معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ ان کو نوکریوں سے برطرف کیا گیا ہے اور کچھ کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق واپس لے لیا گیا ہے لیکن ابھی کچھ لوگ رہتے ہیں۔ وہ احتجاج کر رہے تھے، انہوں نے مجھے ایک application دی ہے۔ آپ کے توسط سے میں یہ application کمیٹی کو دینا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں دلاور عباس صاحب بیٹھ he is aware of this، پہلے بھی application آئی تھی اور وسیم صاحب کو بھی اس کا پتا ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب چیئرمین! یہ بھی ایک پرانا مسئلہ ہے اور یہ درست ہے کہ کچھ ملازمین کو سپریم کورٹ نے بحال کر دیا ہے لیکن ابھی تک بحالی نہیں ہوئی۔ سپریم کورٹ میں اس سے ملتا جلتا معاملہ پیش ہوا تھا اور آج ہی سپریم کورٹ نے حکم دیا ہے کہ یہ تمام معاملات بشمول ان کے جہاں پر implementation نہیں ہوئی۔ 11 ستمبر کو ایک بڑا bench اس کو سنے گا۔ امید ہے کہ 11 ستمبر کو ان معاملات پر سپریم کورٹ اپنا کوئی حتمی فیصلہ دے گی۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ contract ملازمین نہیں تھے بلکہ یہ مستقل ملازمین تھے۔ دوسری چیز یہ کہ میرا تھوڑا سا protest ہے اور مجھے اچھا نہیں لگا، ہمارا ایک بہت مشہور T.V. Channel ہے جس پر کہ ایک کارٹون کی شکل میں President and President Bush کا مزاح پیش کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مزاح اچھی چیز ہے اور ہونا چاہیے لیکن مزاح میں تحقیر کا پہلو نہیں ہونا چاہیے۔ صدر مملکت کا آپ مذاق اڑا رہے ہیں، یہ ذرا محسوس ہوتا ہے۔ اس چیز کا notice لیا جانا چاہیے۔ ہر چیز کا code of conduct ہوتا ہے۔ میرا اس پر احتجاج ہے کہ اس طرح کسی President کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے۔ جب ہم اپنے ملک کے President کا اڑائیں گے تو باہر والے لازمی طور پر اس چیز پر کریں گے۔

دوسرا میرا ایک اور point ہے کہ ہم پارلیمنٹ لاجز میں رہتے ہیں اور لاجز کے پورچ میں بہت سے Senators and MNAs اپنی گاڑیاں کھڑی کر دیتے ہیں جس سے آمدورفت میں بڑا خلل پڑتا ہے۔ لہذا ان سے یہ کہا جائے کہ instead of Porch میں کھڑا کرنے کے وہ اپنی گاڑیاں نیچے کھڑی کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! جہاں تک کارٹون کا مسئلہ ہے کہ مزاح یا ہم "سب امید سے ہیں" یا اس طریقہ کار سے، وہ تو ridiculing ہے، اگر آپ دیکھیں تو اس میں کوئی مزاح کا پہلو نہیں ہے، پوری طرح سے دیکھیں تو اس میں تذلیل اور تضحیک ہے، وہ مزاح کی طرف جاتا ہی نہیں ہے۔ اس لیے میں

گزارش کروں گا کہ channel کو تھوڑا سا احتیاط کرنا چاہیے' وہ مزاح پیدا کریں اور کرتے رہتے ہیں لیکن وہ تو سیدھی سی تضحیک ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آج کل code of conduct پر بات چیت چل رہی ہے' ان کے ساتھ with the appropriate representative body ۔ ابھی تک تین ہی points of order لیے ہیں۔جی دلاور صاحب۔

سینیٹرسید دلاور عباس: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری سینیٹر سیمی صدیقی صاحبہ نے ابھی جو application آپ تک پہنچائی ہے' وہ ضرور لے لی جائے اور میرا خیال ہے کہ جیسے وسیم صاحب Leader of the House نے کہا ہے کہ 11th September کو ایک larger bench سن رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ سننے کے بعد' ان کی جو بھی judgement آتی ہے' ہم بھی یہ take up کر لیں گے کیونکہ یہ پہلے special committee کو refer ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: جی مجھے یاد ہے۔ بلیدی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین صاحب! جیسے لیاقت بنگزئی صاحب نے point اٹھایا تھا اور پچھلے اجلاس میں کامل علی آغا صاحب نے development funds کے حوالے سے' جو ہمارے Opposition Senators کے ترقیاتی funds ہیں' Treasury Bench والوں کو مل رہے ہیں اور ہمارے دو سال سے بند ہیں تو پچھلے دنوں انہوں نے ہمیں ایک letter بھی دیا تھا اور ہم نے PC-1 بھی بنایا تھا اور لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے ہم سے جھوٹ بولا اور آپ نے ہم سے وعدہ بھی کیا تھا' وہ بھی بند ہیں اور اس سال کے بھی بند ہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے آپ کی یا Deputy Chairman کی موجودگی میں یہاں House میں کہا کہ میں اس کی ذمہ داری لوں گا اور وزیر اعظم سے بات کروں گا۔ میں نے ان سے کل بات کی اور آج بھی بات کی اور انہوں نے کہا کہ آپ یہ point اٹھائیں' ہمارا آج کابینہ کا اجلاس ہے' بہرحال وزیر اعظم نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ آپ یہ ruling دیں کہ انہوں نے جو surety دی ہے' یقین دہانی کرائی ہے' اس پر عمل کریں یا لکھ کر دے دیں کہ

ہم funds نہیں دیں گے۔ دو باتیں ہیں یا تو وہ written دے دیں کہ funds نہیں دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : PC-1 میں Treasury Benches کے کئی members کے funds pending پڑے ہیں، ہر کسی کو ہر سکیم کا fund نہیں ملا ہے، اس میں جو بھی ہے، وہ دیکھ لیں گے۔ اچھا، بیٹھیں، کریں گے، you have asked the point of order. We will take up the item No.2.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ایک second لگے گا، یہ لے لیں۔

جناب چیئرمین: اچھا رضا صاحب کو کر لینے دیں پھر میں آتا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! میں سمجھتا ہوں کہ مناسب ہو گا کہ اگر Senate قراۃ العین حیدر صاحبہ کی services recognize کرے جو ایک intellectual تھیں اور ان کی اردو literature کے لیے بہت خدمات تھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ it would be only fit and proper, if the Senate....

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، وسیم صاحب نے مجھے اس کا mention کیا تھا تو آپ jointly کر لیں because he has also mentioned to me.

Senator Wasim Sajjad: The honourable Leader of the Opposition have raised this matter. I think, I would like to join on behalf of the House, the honourable Leader of the Opposition in eulogizing and remembering distinguished services of late Quratul Ain Haider to Urdu literature. She was really an era in herself and her contribution is immense and she will be remembered for a very long time and the void will be very difficult to fill. She was a distinguished writer and she will be remembered for many many years.

Mr. Chairman: You will draft out and someone read it out. How would you want to do it?

ٹھیک ہے' ...then we put it on record that اچھا میں نے عرض کیا ہے کہ میرے پاس کمرے میں پہلے چار point of orders تھے' مجھے اعتراض نہیں ہے' اگر members allow کرتے ہیں' صرف تین یا چار لیں گے اور کوئی نہیں لیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! ایک ضروری بات تھی کہ جاوید ہاشمی صاحب کے جوان بھائی فوت ہو گئے ہیں' ان کے لیے فاتحہ کر لیں۔

(Fateha)

جناب چیئرمین: خالد سومرو صاحب! فاتحہ کریں۔

(اس موقع پر فاتحہ کی گئی)

جناب چیئرمین: یہ چار نام ہیں پھر اس سے زیادہ کوئی نہیں ہوں گے۔ ڈاکٹر صاحب کو سن لیں پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں' ڈاکٹر صاحب کے بعد آتا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں بولوں گا' ایک minute لگے گا میں نے Ordinance place کرنا ہے اور کچھ نہیں کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: آگے ان کی طرف سے آتا جاتا ہے' آپ کی طرف۔

LAYING OF ORDINANCES

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا!

I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by clause (2), para (a), sub-para (ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:-

i) The National Commission for Human Development (Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No. XXXVII of 2007).

ii) The Arbitration (International Investment Disputes) Ordinance, 2007 (Ordinance No. XXXVIII of 2007).

Mr. Chairman: The Ordinances stand tabled.

جی پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: شکریہ۔ جناب چیئرمین! کل پورا دن بلوچستان ، سندھ اور صوبہ سرحد کے سیلاب زدگان کے بارے میں یہاں سینیٹ میں تقریریں ہوئیں۔ ہمارے جو بھی مسئلے مسائل تھے وہ آپ کو بتائے۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد سمجھ نہیں آئی کہ کیا ہوا کیوں کہ آج تو سینیٹ کا اجلاس ختم ہوجائے گا۔ اس لیے میں آپ سے request کرتی ہوں کہ کم ازکم کوئی ایسا action لیں تاکہ اس کے بعد کوئی میٹنگ وغیرہ ہو اور ہم لوگ ان کے لیے کچھ کرسکیں کیونکہ ابھی تک ان لوگوں کے لیے کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: میں عرض کرتا ہوں۔ اسی دن شام میں نے ایک تو حکومت کی طرف سے جتوئی صاحب سے بات کی کیونکہ وزارت ان کی ہے، وزیراعظم صاحب سے بات ہوئی انہوں نے کہا کہ ہم اس کو بہت ہی اہم طریقے سے دیکھ رہے ہیں۔ سینیٹ کا امریکہ میں APNA کے ساتھ coordination تھا ان سے بھی میں نے رابطہ کیا۔ انہوں نے ایک ہدایہ فاؤنڈیشن ہے ان کے ذریعے اور ایدھی کے ذریعے پیسے بھیجے ہیں۔ انہوں نے وہ confirm بھی کیا ہے کہ وہ مختلف جگہوں پر دیے ہیں۔ ہم ان سے coordinate کر رہے ہیں تو وہ already وہاں موجود ہیں اور وہاں کام کر رہے ہیں کیوں کہ ہماری وہاں representation already شروع ہو چکی تھی۔ آپ کی جو بھی اور تجاویز ہیں بتائیں، میں حاضر ہوں اور جس طرح آپ چاہتی ہیں اس طرح کرلیں، جو ایوان فیصلہ کرے۔

سینیٹر آغا پری گل: میرا مقصد ہے اگر آپ نے جتوئی پر چھوڑا تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: وہ تو ایک ہے ، وزیراعظم خود دیکھ رہے ہیں ، صدر صاحب خود دیکھ رہے ہیں اس کے بعد یہ ہدایہ فاؤنڈیشن والے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا کہ APNA والوں سے بات کی اور انہوں نے ایدھی فاؤنڈیشن کو بھی support دی۔ آپ اور جو بھی تجاویز ہیں دیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب! جتوئی صاحب تو اپنے حلقے میں بھاگے پھرتے ہیں مگر وہ بلوچستان نہیں گئے۔

جناب چیئرمین: ان کے ہاں بھی flood آیا ہوا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: میں نے ٹی وی پر دیکھا ہے کہ سندھ میں بھی سیلاب ہے۔ وہ بلوچستان تو گئے ہی نہیں ہیں۔ افسوس کی بات ہو گی اگر آپ جتوئی پر چھوڑیں گے، جتوئی نے تین سال قبل بلوچستان میں تین کھمبے دینے کا وعدہ کیا تھا، تین سالوں سے وہ کھمبے نہیں پہنچے یہ تو پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ جتوئی پر یہ نہ چھوڑیں آپ خود اس کو دیکھیں۔ پہلے اللہ پر چھوڑیں اور آپ خود action لیں۔

جناب چیئرمین: اللہ کے فضل سے میں دیکھ رہا ہوں۔ اسی دن رات کو سب سے بات ہو گئی تھی اس لیے میں نے کہا بتا بھی دوں۔

سینیٹر آغا پری گل: مگر پھر آج بتا دینا کہ کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین: میں نے بتایا کہ APNA والے ہدایہ فاؤنڈیشن اور ایدھی کے ذریعے already کام کر رہے ہیں اور حکومت اپنے District کے ذریعے کر رہی ہے اور NGOs کو جو support چاہیے وہ بتادیں ہم اس کو specially کردیں گے۔ کیوں کہ APNA والے تو کر رہے ہیں ان کے ساتھ ہم نے پہلے earthquake کے دنوں میں بھی رابطہ کیا تھا وہ کر رہے ہیں۔ جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی شکر گزار ہوں اور رضا ربانی صاحب کی بھی جنہوں نے ایک بہت بڑی مصنفہ جن کا انتقال ہوا ہے ان کے لیے یہاں ایوان میں فاتحہ کرائی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان سے اچھا ناول نگار میری نظر سے نہیں گزرا۔ دنیا کا سب سے بڑا سانحہ جو انڈیا اور پاکستان کی علیحدگی ہوئی ہے، جو کچھ اس میں ہوا تھا ان کا ایک ناول ہے "آگ کا دریا" اس کو اگر کوئی پڑھے تو احساس ہوتا ہے کہ کتنی قربانیوں کے بعد پاکستان حاصل کیا گیا اور وہاں کے اور یہاں کے لوگوں پر جو گزری ہے اس میں ساری تفصیل ہے۔ اس کے علاوہ ان کا ایک اور ناول "میرے بھی صنم خانے" اتنا

بہترین ناول ہے انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح mould کیا اور لگتا تھا کہ انیسویں صدی کی نہیں بیسویں صدی کی مصنفہ ہیں۔ ان کے والد سید یلدرم حیدر بہت زیادہ لکھنے پڑھنے والے انسان تھے ان کی والدہ بھی بہت بڑی مصنفہ تھیں۔ ان کو ماحول بڑا اچھا ملا تھا۔

جناب چیئرمین: مختصر رکھیں کیونکہ یہ point of order ہے اس کو مختصر رکھیں۔

سینیٹر گلشن سعید: ان کو جتنا بھی tribute دیا جائے وہ کم ہے کیونکہ وہ ہندو پاک کی سب سے بڑی مصنفہ تھیں، انہوں نے جتنا بہترین ادب تخلیق کیا ہے ہمیں اس پر as a muslim woman فخر ہونا چاہیے۔ وہ اس دور کی پیداوار تھیں جب یہ سب changes ہوئیں۔ اگر آپ آج بھی ان کی تصانیف پڑھیں تو آپ کو احساس ہوگا کہ پاکستان بننے کے بعد اور انڈیا میں جو لوگ رہ گئے تھے ان پر کیا گزری ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ 18 اگست کے اخبار میں ایک خبر چھپی ہے۔ میں آپ کی اور ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں جس میں لکھا ہے کہ ٹورانٹو میں York University میں قائداعظم کا مجسمہ شرپسندوں نے توڑ دیا ہے، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں۔ اس کے متعلق اگر ہماری وزارت خارجہ کی طرف سے کوئی نوٹس لیا جائے اور کچھ کہا جائے کیونکہ وہاں پر جو پاکستانی طالبعلم ہیں ان کی مدد سے چوبیس ہزار ڈالر کا وہ مجسمہ وہاں پر لگایا تھا۔ وہ ہمارے قائد جو بانی پاکستان ہیں ان کا مجسمہ تھا۔ جناب والا! یہ بہت اہم چیز ہے مہربانی کرکے اس کے لیے نوٹس لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے کرکٹ بورڈ کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی کہ بہت ہی بہترین کھلاڑی انڈیا کرکٹ لیگ میں چلے گئے ہیں۔ صرف پاکستان کرکٹ بورڈ کی توجہ یا support نہ ہونے کی بنا پر وہ چلے گئے ہیں۔ اب پانچواں کھلاڑی شعیب اختر جسے بار بار بلایا جا رہا ہے کبھی کس حوالے سے اور کبھی کس حوالے سے، جناب! بات

یہ ہے کہ یہ ہمارے سفیر اور assets ہیں۔ ہم نے ان بچوں کو پالا پوسا اور آج اس level تک پہنچے ہیں کہ وہ انٹرنیشنل کرکٹ کھیلنے جاتے ہیں۔ پاکستان کبھی ہارتا بھی ہے اور جیتتا بھی ہے۔ ہم نے اس ہار کا اتنا زیادہ اثر لیا ہے کہ ایک چینل تو مسلسل غیبت کرتا رہا اور یہاں تک کہا کہ نماز پڑھنے سے ، میں حیران ہوگئی جمیل میر کی اس بات پر کہ ہمارا وقت ضائع ہوا اور کرکٹ اپنا اچھا کردار نہیں پیش کرسکا۔

جناب ! ہمارا کرکٹر یوسف آپ کو پتا ہے کہ مسلمان ہوا اور یہ دل و جاں سے مسلمان ہوا ۔ اگر ہم اپنے ایسے بچوں پر ہم توجہ نہیں دیں گے ۔ تو یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ پھر ہم کرکٹ کہاں کھیلیں گے ۔ پہلے ہاکی میں ہمارے ساتھ یہ ہوا کہ آج تک ہم ہاکی میں وہ درجہ حاصل نہیں کرسکے۔ جناب! کھیل پوری دنیا میں کھیلے جاتے ہیں۔ کبھی یہ نہیں ہوتا کہ آپ اپنے کھلاڑیوں سے ایسا misbehave کریں ۔ آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ کرکٹ بورڈ سے رابطہ کریں اور ان بچوں کو جو جانا چاہتے ہیں ان کو نہ جانے دیا جائے۔ وہی سہولیات اپنے پاکستان میں دی جائیں۔ ہم اپنے پاکستانی بچے اپنے پاکستانی کرکٹر انڈیا کے حوالے کیوں کر رہے ہیں ؟

جناب چیئرمین: خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو ، جناب چیئرمین! سندھ میں ملازمتوں کے حوالے سے جو صورتحال ہے میں اس پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ ایک تو ملازمتیں ملتی ہی نہیں ہیں اور اب جو کچھ ہم سن رہے ہیں کہ میرٹ کا قتل عام کیا جا رہا ہے ۔ جو سرکار میں پارٹیاں شامل ہیں انہوں نے آپس میں یہ طے کیا ہے کہ fifty/fifty کریں گے ۔ شہری علاقوں میں ہمارے جو ایم کیو ایم کے ساتھی ہیں ان کے لئے کہا جاتا ہے کہ 50% ان کو دی جائیں گی اور fifty "ق لیگ" کو دی جائیں گی ۔ اندرون سندھ میں بھی اسی طرح کی باتیں آ رہی ہیں جس سے نوجوانوں میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے ۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ تمام ملازمتیں میرٹ پر دی جائیں۔ سیاسی بنیادوں پر نہ دی جائیں۔ ایک بندہ اپنے بچے کو پڑھاتا ہے ' اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا ہے ' وہ غریب ' مزدور ' کسان اور محنت کش ہے اور اس کے بیٹے نے محنت کی اور

پوزیشن لی اور امتیازی نمبر لئے ۔ اب اس کو صرف اس وجہ سے نوکری نہیں ملے گی کہ اس کا کسی سیاسی پارٹی سے کوئی تعلق نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اس کا انتہائی سختی سے نوٹس لیا جائے نمبر ایک اور نمبر ۲ پاپولیشن کی جو وزارت ہے ۔ صوبہ سندھ میں تقریباً تین چار ہزار آسامیاں خالی ہیں۔ وہ سالوں سے پر نہیں کی جا رہیں۔ اگر یہ تین چار ہزار آسامیاں Population department میں پُر کر دی جائیں تو کافی لوگوں کو روزگار ملے گا۔ اس کے لئے خصوصی انتظام اور ان کو ہدایت کی جائے۔

نمبر ۳۔ تیسری چیز یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی بھرتی بھی سیاسی بنیادوں پر ہو رہی ہے۔ تو سندھ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ڈاکٹروں کے امتحانات بھی ہوئے تھے ' ان کا result بھی آیا تھا۔ ان کو نوکری نہیں دی جا رہی ' سیاسی بنیادوں پر نوکری دی جا رہی ہے اور باضابطہ طور پر لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ آپ درخواستیں جمع کرائیں ۔ ہم آپ کو نوکری دیں گے ۔ وہ نوکریوں کو بیچیں گے۔ میں سمجھتا ہوں نوجوانوں کی حوصلہ شکنی ہوگی ۔ یہ تین بہت اہم مسائل ہیں۔ سندھ کے اندر اس وقت ملازمتوں کے حوالے سے ۔

جہاں تک تعلق ہے سوئی گیس کے ملازمین کا ' تقریباً پانچ سو کے لگ بھگ ایسے ملازمین ہیں ' جن کی بحالی کا سپریم کورٹ نے حکم دیا تھا ۔ لیکن وہ .M.D عمل نہیں کر رہے ۔ دو مہینے پہلے یہاں ڈاکٹر شیر افگن خان نے ایوان کے اندر یقین دہانی کرائی تھی کہ فوری طور پر ان کو ملازمتیں دی جائیں گی ۔ لیکن اس کا بھی کچھ نہیں ہوا جو یقین دہانی کرائی گئی ۔ ہمارے قائد ایوان نے کہا ہے کہ 9/11 کو ان کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ اللہ کرے کوئی اچھا فیصلہ ہو ۔ لیکن میں گزارش کرتا ہوں ۔ یہ سوئی گیس کے مظلوم ملازمین کے لئے آپ جتنا کرسکتے ہیں کیجئے ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک صاحب ۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین ! میرانی ڈیم کے بارے میں ' میرا یہاں stand ہے کہ واپڈا نے غلط ڈیزائیننگ کی ہے ' جس کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ لوگ متاثر ہوئے ہیں اور چالیس ہزار کے قریب لوگ اس وقت تپتی دھوپ میں ہیں۔ مجھے لیاقت جتوئی نے assurance دی تھی کہ میں اس کو conclude کروں گا لیکن بدقسمتی سے اس کو اسی

طرح جس طرح پری گل آغا نے کہا کہ وہ بھی چھوڑ گیا۔ میری request ہے sir.

جناب چیئرمین: ہم نے لکھا ہے۔ سیکرٹریٹ نے ان کو لکھا ہے اور written میں ان سے جواب مانگا ہے کہ بھئی یہ جو اس کے spillway کے ڈیزائن کا تھا اس کے بارے میں ہمیں بتائیں کہ وہ کس چیز پر data base تھا۔ جو point آپ نے raise کیا اس کو take up کیا ہوا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! ایک تو یہ تھا۔ دوسرا جو میں عرض کر رہا تھا کہ فرض کریں کہ وہاں پر جو international NGOs ہیں جو اس وقت بلوچستان میں جانا چاہتے ہیں ان کو نہیں چھوڑا جا رہا ہے۔ باقی ملک میں کسی بھی جگہ پر NOC ضروری نہیں ہے ماسوائے بلوچستان کے۔ اگر کوئی باہر کا آدمی جانا چاہتا ہے تو اس سے وہ NOC مانگتے ہیں۔ یہ kindly آپ اس کو لے لیں کہ بھئی آخر وہ مدد کے لئے جا رہا ہے اس کو آپ کیوں نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، اس کو بھی take up کر لیتے ہیں۔ یہ Provincial Government کا مسئلہ ہے۔ ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ کیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: نہیں جناب! اس کو National Disaster Cell manage کر رہا ہے۔ آخری point میرا یہ ہے۔ اب یہاں پر ہم قرۃ العین حیدر کے بارے میں اچھے اچھے remarks دے رہے ہیں۔ جب وہ زندہ تھی تو ہم نے اس کو پاکستان میں نہیں چھوڑا اور اس کو بھگایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ زندہ ہوتے ہیں ان کی قدر کرو جب مر جاتے ہیں تو ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی سلیم خان صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان (وفاقی وزیر برائے بین الصوبائی رابطہ): جناب چیئرمین! بعض مرتبہ ہمارے جو MMA colleagues کے اس طرف تشریف فرما ہیں۔ جب وہ میرٹ کی بات کرتے ہیں تو ان سے صرف یہی گزارش ہے کہ آپ مہربانی کریں کہ صوبہ سرحد میں آپ کی حکومت ہے۔ وہاں بھی جا کر دیکھیں کہ سارے کام آیا میرٹ پر ہو رہے ہیں۔ ساری بھرتیاں

میرٹ پر ہو رہی ہیں۔ میں آپ کو بے شمار مثالیں دے سکتا ہوں لیکن میں اس debate میں نہیں جانا چاہتا۔ تو اس لئے جب اپنے گھر کو ذرا پہلے ٹھیک کریں جب آپ دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ یہاں پر یہ بھی کہتے ہیں کہ جی ہمیں فنڈز نہیں مل رہے ہیں۔ ہم صوبہ سرحد میں اپوزیشن میں بیٹھے ہیں، ہمارے کتنے MPAs کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں اس کی بھی detail میں آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔

جہاں تک floods کا تعلق ہے۔ دونوں sides سے جو فرما رہے ہیں۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔ یہ کہنا کہ NGOs کو اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ صوبائی حکومت کی دلچسپی نہیں ہے، مرکزی حکومت کی نہیں ہے یا لیاقت جتوئی کی نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ جتنی تیزی سے floods آئے یہ Federal Government اور Provincial Government کے لئے کتنا بڑا سانحہ تھا۔ برطانیہ میں floods آئے تو آج تک لوگ پریشان ہیں۔ یہاں floods کے لئے جو کام ہو رہے ہیں ان میں بہتری کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اس میں ضرورت نہیں ہے لیکن مرکزی حکومت، صوبائی حکومت اورضلعی حکومتوں کے بارے میں مجھے غیر ملکی یعنی United Nations کے لوگ ملے اور انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں جتنی تیزی سے affected لوگوں کو پیسہ تقسیم ہوا اتنا تیزی سے سندھ میں نہیں ہوا۔ تو بار بار میرے خیال میں بلوچستان کی جو حکومت ہے کبھی ان کا ذکر خیر بھی اگر کر لیا کریں کہ تھوڑا بہت اچھا کام بھی کر رہے ہیں تو اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہو گی۔

I assure the House that Federal Government and Provincial Government, both are trying their best to come upto the expectation, this is our responsibility.

ہم کسی پر کوئی احسان نہیں کر رہے ہیں۔ یہ ہماری ایک ذمہ داری ہے جو ہم پورا کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: We will start discussion now on the commenced motion.

(Interruption)

جناب چیئرمین: نہیں ابھی کوئی point نہیں ہے۔ آئندہ point of order ان سے پہلے نہیں کریں گے۔ اگر آپ کا یہ رویہ ہوگا۔ آخر کام کو بھی چلانا ہے۔ ایک ایک کرکے کس وقت تک ہم چلیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں جو ہے وہ آپ آخر میں کر لیں۔ And I will request the honourable colleagues کہ ہمارے پاس کافی speakers ابھی ہیں وقت تھوڑا ہے تو مہربانی کرکے repetition نہ کریں اور اپنی تقاریر محدود رکھیں اور جو point آپ raise کرنا چاہتے ہیں اُس کیلئے آخر میں آپ کو وقت دوں گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر House agree کرتا ہے تو بے شک کر لیں۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں ایک طریقہ ہے یا پہلے بتائیں۔ اس طرح تو بڑھتا جائے گا معاملہ۔ ہر کسی کو میں accommodate نہیں کر سکتا۔ یہاں پر discussion تو نہیں رہی ہے۔ آپ Call Attention یا Adjournment Motion بھیج دیں اس پر کر لیں گے۔ ابراہیم صاحب! تشریف رکھیں۔ ابھی کوئی point of order نہیں ہو گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Point of order پر کوئی جواب نہیں ہوتا۔ ابراہیم صاحب آپ مجھے rules نہ بتائیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ خود discipline observe کیا کریں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir can you just listen to me.

Mr. Chairman: I am listening to you but listen to me also.

Senator Mian Raza Rabbani: Just listen to me, he is not raising a new point of order. He just wants to clarify the position of the

NWFP Government. He will just say it in one minute. He will not raise a new point of order.

جناب چیئرمین: بہر حال خالد صاحب آپ کر لیں لیکن this is a wrong trend, we must observe discipline, every member is responsible to do that.

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان: جناب! ہماری بات مختصر ہے کہ سلیم صاحب ہمارے بھائی ہیں اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو بتائیں لیکن ہم نے opposition کے تمام ممبران کو funds دیے ہیں اور اس کے علاوہ کوئی ایک بھی merit کے بغیر بھرتی نہیں ہوا۔ اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو وہ آپ کو دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے سلیم صاحب آپ ثبوت مجھے دے دیں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: میں ثبوت دوں گا اور میں انہیں challenge کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب اب floor آپ کے پاس ہے۔

DISCUSSION ON FOREIGN POLICY OF PAKISTAN

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I am grateful to you for having given me the floor to speak on the foreign policy of Pakistan with particular reference to four or five points that have been raised in the motion itself. At the very outset Mr. Chairman, let me say that it is indeed a matter of great surprise and it is a matter which causes concern because it is perhaps for the first time in the history of these five years of this Parliament that a particular motion has been enunciated by a sitting Government Minister and essentially that motion seeks to bring into ridicule a state from which Pakistan's foreign policy essentially emanates. This very motion was moved in the National Assembly by the

honourable Minister and we heard a variety of speeches from the treasury benches to the extent that the foreign office has to issue a disclaimer in the speech of one of the Parliamentary Secretary and today also we find that there is a disclaimer to the effect of the speech that has been made by the Minister yesterday and as much as the foreign office has said that the statement that will emanate from the Foreign Minister is the only authentic Government's position. So, from this one can basically concludethat the Government of the regime is using Parliament as a tool in order to exert pressure for the simple reasons that it wants to perpetuate an individual in office and therefore, is trying to soften the terms that are coming from that side for its continued support.

Having said that Mr. Chairman, I would like to move on and in moving on I think, I would very briefly touch on what I consider to be the core issues. Before, we go into what Pakistan's foreign policy is and what the Americans are doing and what the Americans have been doing in Iraq and in other places, I think that needs to be understood essentially, is that what motivates the American dream across the globe. What motivates the American dream basically is the control of resources and then from the control of resources develops the theme of what the threats can be and when that theme of what the threats can be, Mr. Chairman! there are the historical interests of the United States that come into play and indeed there are the interests of the Zionist lobby inside and outside the United States and then, of course, there are the multi-nationals and, inparticular, the multi-nationals' dealing with the

armament industry which to a verygreat extent plays dominant role and how the American dream is to be created and how it is to be implemented. That is why, Mr. Chairman, you see what happened in Iraq; that is why you see what is happening in the Middle East because it is the question of the control of resources in these countries and a region and that became ever so evidentin Iraq when Mr. Cheny's Oil Companies and others came into play.

But as far as Pakistan is concerned, Mr. Chairman! and this also gives rise why the United States continues despite its talk of democracy and human rights and human values. Why it continues to support client muslim states, client muslim governments for the basic reason that they draw their strength not from their people but they draw their strength from across the Atlantic ocean.

Unfortunately, Mr. Chairman! as far as Pakistan is concerned, we did become independent but we did not attain freedom and why we did not attain freedom, Mr. Chairman, is for the simple reason that after the creation of Pakistan the basic concept of Pakistan was changed from a welfare state a garrison state, and when Pakistan became a garrison state, a national security state then at that time, Mr. Chairman, the priorities changed and very quickly the priorities changed for maintaining the large army and for buying armaments to maintain that army and the development of the Indian threats and Indian perception and when the need for development of arms, requirement for buying arms, generated, obviously the purchasers and the sellers were in the West and, therefore,

when that happened we saw that U-2s took off from Pakistan, from Peshawar. We saw Pakistan joining SEATO and CENTO and then we saw how all of this was arranged against the enemies of the West and then we saw the Afghan *jihad* against the USSR and then now finally the war on terror.

It has been an unfortunate part of Pakistan's history, Mr. Chairman, that the wars of the national security of the West have been fought on Pakistan's soil and to great detriment to Pakistan's civil society and Pakistan's political infrastructure.

Then, Mr. Chairman! we have to see that how the perceptions of threat for the West have been changing. At one point it will be the Arab nationalists then it was communism and during this period all popular leaders throughout the third world were made victims. In Egypt today United State is against the"Muslim Brotherhood" but is it not a fact that against Nasir, the "Muslim Brotherhood" was supported by the U.S. Is it not a fact that against Soekarno the Islamic movements in Indonesia were supported by the United States of America and is it not a fact that here in Pakistan, in the Afghan *jihad* against the Soviet Union, the United States nurtured and brought about what today it terms as terrorist but in those days they were called freedom fighters. They gave them the spirit of *Jihad*; they trained them and is it not a fact that the distilleries of drugs all along the border were set up by the United States for the simple reasons that they could be funded from there. What it did to our structure is totally different but is it not also a fact that the *Madrassas*

that he talked about today were essentially turned into training grounds by them and our own establishment and then when it did not suit them they moved away and turned a blind eye. And then when the threat perception changed again the Soviet Union failed and communism gave way Mr. Chairman, then that had to develop a new perception and what was new perception? That perception came about essentially in the form of the Islamic Bomb. That Islam had to be demonized so that a new enemy in place of communism could be brought into existence and that is from where the situation then goes on, Mr. Chairman. It is essentially a fight, Mr. Chairman, on both sides between the fundamentalists, the neocons and their theory and what they represent is also clear. But coming very quickly, Mr.Chairman! to Pakistan.

Why Pakistan today finds itself in this predicament? The manner in which we reacted when 9/11 took place, I do not stand here to say that we should not have supported the war on terror on 9/11. We were the first party, we were first leadership to have come out because that was our principaled position and that is our principaled position against terrorism. But the manner in which we reacted on a single phone call that set the tone and tenor of the new relationship that was to emerge between Pakistan and the United States, where Pakistan's political and territorial sovereignty came into question. Very quickly Mr. Chairman, I would like to indentify what according to me are some of the core issues that confront Pakistan today.

1. The nuclear assets.

2. The use of Pakistani waters

3. The availability of Pakistani Markets for the Western World

4. To turn Pakistan into a totally Consumer State.

5. For accepting Indian hegemony in the region.

6. The Energy Companies and the talk of buying enery through multi-national companies from other States like electricity.

Mr. Chairman! I do not believe in a reactive foreign policy and therefore I would not say that what has India got in return and what has Pakistan got in return. I think that our relations have to be based on our situations and on a one-to-one basis rather than to see what India got and what we did not get. But in looking at that we must see that what we have, as a nation, been able to achieve in this relationship with the United States and when we see that Mr. Chairman, according to me, the first thing that we have achieved is that there is no respect for territorial sovereignty of Pakistan.

No. 2. There is the right of hot pursuit to which we have tacitly, and I use the word "tacitly" accepted.

No. 3. Every second day we are urged to do more, despite the fact that what we are doing seems not to be enough. And then Mr. Chairman, the final icing on the cake comes in the shape of the new law which the Congress has passed which in its form is more or less the same as the

Pressler Amendment which asks the President for a certification that Pakistan is doing enough in the war on terror and if that was not enough Mr . Chairman then were the statements by the candidates of the Democratic Party for going into Pakistani territory and violating its territorial sovereignty. But I would not place much on that because they are candidates and they are running for office and they are neither very significant in the run up to get the Democratic ticket, so therefore, I would not place too much on what they have said.

Mr. Chairman, I will very quickly move on as to what this policy has given us. This policy, number one Mr. Chairman has given us isolation from our neighbours in particular, Afghanistan and Iran, cold shoulder from our side and from the other side to China because of our close affiliation.

No.4. Despite our overture India is not ready to come close.

No. 6. Every now and then the question of Pakistan's nuclear assets figure and haunts not only us but it seems to have become a phobia.

No. 7. You have think-tanks which are predicting and which are giving maps about the break up of Pakistan, God forbid, and links this up to the threat of direct action, links this up to the threat of right of hot pursuit, one plus one plus one, make three. And then Mr. Chairman, you have the rise in militancy. Yes, Mr. Chairman, I say the rise in militancy in Pakistan is because of perception that comes into the mind of common man in Pakistan that the United States dictates to Pakistan and across the

world that Pakistan is no exception. There are sentiments which are not congenial to the United States and those sentiments find a fanning when such perceptions take place.

Then Mr. Chairman, you have the fact that Pakistan's already fragmented society is being further fragmented on the basis of moderates and fundamentalists. Pakistan, essentially is a pluralistic society and by creating this artificial divide and pronouncing it out so loud, we are further creating a bifurcation amongst ourselves.

Mr. Chairman, here the Government also needs to answer the question that when this threat of coming into Pakistan or attacking on actionable intelligence came, why was it? Neither the State Department nor President Bush in his press conference with the Afghan President, in categorical terms, yes I am sure, the Foreign Minister will say that assurances have come about, but in categorical terms, President Bush did not quash the rumours because had he doneit at that time, there will have been no problem. On the contrary, probably on the 6th of August, the "Washington Post" carried a new story to which at least I have not seen a contradiction that the intelligence reports dealing or pertaining to the safe havens of the Taliban in Pakistani territory were altered or doctored and that the Pakistan Foreign Office made attempts to have this report soften but those efforts did not bear fruit.

Then there is that long list of visitors that we have and there is that famous or infamous one or two telephone calls that we don't know of Condolisa Rice which made General Musharraf change his decision. I will

not go into the merits whether it was a correct decision or a wrong decision to go or not to go to the *Jirga*. But then that telephone call made all the difference.

Mr. Chairman, in finality, I think what needs to be done is that there has to be a redefining of the relationship on the war on terror and in that redefining, we have to make it abundently clear that we believe and we stick firmly, number one to the Bandung principles.

No. 2. Reconfirmation of the political and territorial sovereignty of all the states involved.

No. 3. Mutual acceptance of the rejection of the concept of hot pursuit.

Mr. Chairman, finally, I believe that the solution to this problem lies only when there is a democratically elected Government and when there is a democratically elected Parliament which is sovereign. A sham or a rubber stamp Parliament cannot deliver and we have seen in the case of Turkey. When it came to sending of troops, the Turkish Parliament intervened and did not allow Turkey to send troops.

Therefore, what is the need of the day is that free and fair elections be held under a neutral Government of national consensus so that true representatives of the people can come in and form the Government and with the will and the might of the people, face all the threats that perceive our motherland today. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Naeem Hussain Chattha.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ : جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ In recent past 9/11 کا واقعہ تاریخ عالم میں ایک یقیناً سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ واقعہ کس طرح ہوا، کیوں ہوا، کیسے ہوا، اس کی تحقیق اور تفتیش میں جائے بغیر میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ثابت ہوا۔ اس سے ساری دنیا کے سیاسی و انتظامی اور کئی قسم کے اہداف بدل گئے۔ امریکن انتظامیہ نے فوری اور ہنگامی طور پر اس کو react کیا اور اس کے اثرات ساری دنیا میں، خصوصاً اسلامی ممالک میں اور پھر بالخصوص پاکستان پر فوری اثرات مرتب ہوئے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ فوری طور پر ٹیلی فون پر کہا گیا کہ whether you are with us or not with us. تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت حالات و واقعات کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں یہ ضرور کہوں گا کہ جناب صدر پاکستان نے اس وقت فوری طور پر ہنگامی طور پر جس طرح react کیا وہ یقیناً پاکستان کے مفاد میں تھا اور نہایت احسن اور مثبت فیصلہ تھا۔ میں اس لحاظ سے اپنے صدر محترم کو لائق تحسین سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد حب الوطنی کا تقاضا بھی یہی تھا کیونکہ اس وقت دنیا کی واحد سپر پاور اس موڈ میں تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت صدر محترم کا فیصلہ بڑا احسن تھا۔

اسلام کے مطابق بھی اگر دیکھا جائے تو دہشت گردی اور انتہاء پسندی یقیناً اسلام کے لیے اسلامی culture کے منافی ہے۔ خودکشی تو اسلام میں ویسے ہی حرام ہے، خودکش بمباری یا خودکشی کرنا اسلام نے حرام قرار دے دیا ہے۔ اس کے بعد صدر مملکت نے جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ جو وعدہ بھی کیا، بڑے خلوص نیت سے اور فوری طور پر پوری عزم و ہمت کے ساتھ انہوں نے اس کا ساتھ دیا اور دہشت گردی کے خلاف جہاں تک اپنی حتیٰ المقدور اور حتی الامکان مدافعت ہو سکتی تھی، وہ کی۔ ہر وہ طریقہ کار اپنایا گیا۔ اس کی پذیرائی بھی world level پر بہت زیادہ ہوئی۔ یہودی لابی نے بھی اور امریکن حکومت نے بھی اس کے علاوہ اتحادیوں نے بھی ہمیشہ اس کا برملا اعتراف کیا کہ پاکستان نے اس نازک موقع پر عمدگی کے ساتھ اور فوری طور پر فرنٹ لائن کا کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت امریکہ کی روش میں بہت زیادہ تبدیلیاں آئیں اور ہماری مالی امداد بھی بحال کی گئی اور دفاعی سازو سامان کی پیش کش ہوئی۔

قانونی اور انتظامی پابندیاں جو پہلے سے عائد تھیں وہ بھی اٹھا لی گئیں۔ پاکستان کو فرنٹ لائن کا اتحادی قرار دیا گیا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر نیٹو کا نان ممبر ہونے کے باوجود اس کو ممبر ہونے کی حیثیت دی گئی اس کا status مانا گیا۔

جناب والا! یہ سب کچھ عارضی ثابت ہوا۔ پاکستان کے جو اصلی دشمن یہود و ہنود ہیں وہ حرکت میں آگئے اور ان کی عزت افزائی اور امریکہ پاکستان دوستی کسی طور پر ہضم نہ ہوئی اور انہوں نے اپنی سازشوں کا جال بچھانا شروع کیا۔ حقیقت میں یہ یہودیوں کا پلان تھا جو 9/11 کا ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ اصل میں یہ پلان اسلام کے خلاف اور اسلامی ممالک کے خلاف تھا اور یہود و ہنود کو اسلام کے خلاف کچھ ایکشن لینا ہو یا صلیبی جنگوں کا آغاز کرنا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ فطری طور پر جو سب سے بہترین اور قابل اعتماد حلیف ہو سکتے ہیں وہ یہود و ہنود ہی ہو سکتے ہیں لہذا انہوں نے اپنی ساری کوششیں صرف کر دیں۔یہودی لابی نے امریکہ کے اندر کام کیا اور پاکستان کی کارکردگی کو مشکوک کرکے کئی قسم کی مالی اور دفاعی پابندیاں لگوائیں اور رائے عامہ کو متاثر کیا اور ہرمسلمان کو دہشت گرد کے روپ میں دکھایا گیا۔ ہرمسلمان ملک کو دہشت گردی کا گڑھ ثابت کیا گیا اور ہر لحاظ سے دہشت گردی، انتہا پسندی اور مختلف قسم کی کارروائیوں کا محور قرار دیا گیا ۔بھارت پاکستان کا ازلی دشمن ہے ۔ بھارت کےساتھ ملحقہ جو ہماری شرقی سرحدات ہیں وہ پہلے ہی غیرمستحکم ہیں خاص طور پرکشمیر کی وجہ سے ،لیکن اس کے ساتھ بھارت کو موقع ملا اور امریکہ کی وساطت سے دہشت گردی اور روک تھام کی سدباب کی آڑ میں اسے افغانستان میں پاکستان کی مغربی سرحد کو غیرمستحکم کرنے کا موقع ملا ۔ اس نے اپنی فوجی چوکیاں بنائیں اور اپنے پیسے اور وسائل کی بنا پر وہاں سے دہشت گردی کے حملے ہوتے رہے بلکہ فدائی حملوں کی کافی کوششیں صرف کیں اور بہت سارا پیسہ لگایا تو اس کے ساتھ ساتھ یہود و ہنود کی غلط رپورٹیں جاتی رہیں کہ یہ صرف پاکستان ہے جس کی وجہ سے یہ سارا کچھ اور دہشت گردی ہو رہی ہے ۔ یہ رکنے کی بجائے پھیل رہی ہے تو اس طرح وہاں جو لابی اسلام کے خلاف زیادہ حساس ہے انہوں نے اسے قبول کیا اور امریکہ کے اندر یہ ساری کدورتیں یہ بدظنیں پیدا کیں ۔ یہ ساری یہود و ہنود لابی کی پیدا کردہ سازشیں ہیں۔ یہ ان کی پالیسی اور یہ ان کی کارروائی تھی ۔ پاکستان امریکہ کے درمیان اور اتحادیوں کے

درمیان نفرت کی دیوار کھڑی کر دی گئی، امریکہ کی قیادت اور کچھ جرنیلوں کی طرف سے کچھ بیانات جاری ہونے لگے۔ جب بھی کبھی کسی کوشش کے باوجود اس کو فرنٹ لائن اور نیٹو کا ممبر ہونے کا status دیا گیا تھا اس کے خلاف جب بھی یہ آیا تو اسے بڑی humiliating اور insulting قسم کے بیانات ان کی قیادت کے آ رہے ہیں کہ

Pakistan is not doing enough, they should do more and this is the type of remarks usually heard, inspite of this fact

صدر پرویز مشرف صاحب نے اپنے وعدے کے مطابق اور اپنی طبعیت کے مطابق ضرورت سے زیادہ دہشت گردی کے سدباب کے لیے کوشش کی بلکہ اپنی سرحدوں کو غیرمحفوظ کیا اور اپنے علاقے میں اپنے شہریوں کی بھی قربانی دی گئی اور اپنے جوانوں کی بھی دی گئی لیکن اس کے باوجود ہمیشہ سے response insulting or humiliating آیا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد یہودیوں نے وہاں امریکہ کے اندر سارے میڈیا میں بہت ساری کدورتیں پیدا کرنے شروع کر دیں۔ ہماری دفاعی اور مالی امداد پر قدغن لگانے شروع کر دے۔ سینیٹ اور کانگریس میں کئی پابندیاں عائد ہوگئیں اور وہی امید وارا ن جو مختلف پارٹیوں کی طرف سے ہیں لیکن یہودی اور ہندو لابی سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے پاکستان پر اس حد تک کہا کہ ہم دہشت گردی کے تعاقب میں پاکستان کے اندر جا کربھی کارروائی کر سکتے ہیں جو کہ definitely پاکستان کی sovereignty اور پاکستان کی خود مختاری پر کاری ضرب تھی بلکہ ایک تو اس طرح کی بکواس بھی کی کہ پاک مکہ اور مدینہ جیسے مقدس مقامات پر حملہ کرنے کی ایک غلط سوچ اور ایسی ناپاک سوچ کا اظہار کیا۔ یہ یقیناً قابل مذمت ہے اور قابل rejection ہے ۔ لیکن اب یہ امرواقعہ ہے کہ امریکہ کا جھکاؤ پاکستان کی نسبت ، پاکستان کے اصلی دشمن بھارت کی طرف بہت زیادہ ہے ۔اس کی بہت ساری مثالیں ہیں، حال ہی میں سب سے بڑی تشویشناک بات اس کا امریکہ کے ساتھ ایٹمی معاہدہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا امریکہ نے گر کر بھارت کے ساتھ یہ معاہدہ کیا ہے امریکہ نے اپنے مقام اور status سے گر کر ان کو شرائط اور ان کی پسندیدہ باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مان لیا اور اس کے باوجود بھی میں سمجھتا ہوں کہ انڈیا کو credit جاتا ہے ۔ آج اتنا favourable agreement کرنے کے بعد بھی وہ قابل تنقید ہیں۔ وہاں ان

کی parliament میں شور ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے خلاف انڈیا کو امریکہ سپر پاور بنا رہا ہے۔ اب بظاہر یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ چائنہ کو encircle کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط قسم کا notion ہے۔ وہ کبھی بھی امریکہ کے کہنے پر چائنہ کے خلاف استعمال نہیں ہوگا۔ اگر اس نے یہ طاقت استعمال کی تو صرف پاکستان کے خلاف استعمال کرے گا۔انڈیا کی پالیسی اس لحاظ سے بہتر ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مفاد کے مطابق بات کرتا ہے۔ کسی سے pressurize نہیں ہوتا۔ blackmail نہیں ہوتا۔ بہرحال اس کی یہ تیاریاں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے، صرف اور صرف پاکستان کے لئے ہیں اور پاکستان کو اس سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اچھا جی۔ ملک کے اندر پرویز مشرف صاحب نے جتنی محنت کی، خاص طور پر پاکستان کے کئی مفادات کو داؤ پر لگا کر بلکہ اپنی مقبولیت اور کارکردگی کو بھی داؤ پر لگا کر مدد کی، اس کے باوجود امریکی رویہ نہایت تشویشناک اور افسوس ناک ہے۔ ان کا وتیرہ قابل مذمت ہے۔ قوم اور پارلیمنٹ کے جذبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ فیصلہ اچھا تھا لیکن آج اس فیصلہ پر نظر ثانی ہونی چاہیے کیونکہ پڑوسی تو بدلے نہیں جا سکتے۔ باوجود اس کے کہ ہم بڑے مشکل اور نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ ہم اپنی سرحدوں کو غیر محفوظ کرتے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر افغانستان کی سائیڈ پر۔ قومی تقاضا ہے کہ اس وقت حالات کے مطابق نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اگر ان کا رویہ ٹھیک نہیں ہے تو ہمیں بھی اتنا جاں نثار نہیں ہونا چاہیے جتنا کہ ہم ثبوت دے چکے ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۹۷۰، ۱۹۷۱ کے واقعات، بنگلہ دیش کا قیام، ۱۹۶۵ کی جنگ، مسئلہ کشمیر آج تک امریکہ نے ہمارا لٹکایا ہوا ہے۔ Sui Gas Pipeline جس میں روڑے اٹکائے جا رہے ہیں۔ ایف سولہ طیاروں کی قیمت وصول کرنے کے باوجود اس پر انکار اور بھارت کے ساتھ ایٹمی معاہدہ، یہ ساری چیزیں اس بات کی غمازی کرتی ہیں، گواہ ہیں، شاہد ہیں کہ بھارت کو پاکستان کے خلاف سپر پاور بنایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت ختم ہو گیا ہے اگر آپ مہربانی کریں۔ بہت سارے speakers رہتے ہیں۔ ٹائم تھوڑا ہے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: تھوڑا سا جی ایک دو منٹ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بھارت کو پاکستان کے خلاف مضبوط کیا جا رہا ہے اور یہ صرف پاکستان کے لئے ہی ہو گا۔ اس دوستی کی خاطر ہمیں اپنے آپ کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ افغانستان میں socialism کو شکست دے کر امریکہ کو پاکستان نے ہی دنیا کی واحد سپر پاور بنایا۔ سپر پاور بنتے ہی آنکھیں پھیر کر، بلکہ بڑے بش اس وقت امریکہ کے حکمران تھے اس نے بھی آنکھیں پھیر لی تھیں لیکن اس بش نے تو اتنا پاکستان کو استعمال کیا۔ کوئی acknowledgement نہیں دی، اس کے باوجود ہم اس کے front line اتحادی ہیں۔ امریکہ کی پالیسی یہی ہے کہ ہم overall global دہشت گردی کا سدباب کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پالیسی ناقص ہے جب سے انہوں نے دہشت گردی کو ختم کرنے کی کوششیں شروع کی ہیں اس وقت سے لے کر آج تک دہشت گردی اور انتہا پسندی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اب امریکہ کا کوئی ادارہ امریکہ کا کوئی سفارت خانہ بلکہ کوئی امریکی کسی ملک میں محفوظ نہیں ہے۔ یہ صرف اس کی پالیسی کی وجہ سے اور اس کا نتیجہ یہی ہے کہ اس کا ہر شہری ہر وقت خطرے میں ہے۔امریکہ کو اپنی پالیسی میں نظر ثانی کرتے ہوئے طاقت کی بجائے صلح اور آشتی کی پالیسی اپنانا چاہیے

جناب چیئرمین: مہربانی کر کے اپنی تقریر کو ختم کریں یا جو تجاویز ہیں وہ دیں۔ ان کو دوبارہ مت دہرائیں۔ ابھی بہت سے speakers باقی ہیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جیسے آپ نے بار بار کہا ہے میں انہیں الفاظ کے ساتھ آپ کی اجازت چاہتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت آج ہمیں اس دہشت گردی، انتہا پسندی اور اپنی ہی قوم پر اور اپنی ہی سرحدوں کو غیر مستحکم کرنے کی پالیسی کو نظرثانی کرتے ہوئے نئی پالیسی بنائیں، قومی تقاضا ہے کہ ہم اس پر نظر ثانی کریں اور اس کے مطابق نئی پالیسی کو ترتیب دیں۔ اس میں پاکستان کا مفاد ہے۔ انہیں الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں ساتھیوں سے عرض کروں کہ جب تقاریر شروع ہوتی ہیں تو نام پہلے دے دیا کریں۔ بعد میں نام add نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمیں منصوبہ بندی کرنی پڑتی

ہے کہ کتنا ٹائم ہے۔ اب کوئی اور نام accept نہیں کر سکیں گے اور باقی جو ساتھی رہتے ہیں مہربانی کر کے maximum پانچ سے سات منٹ سے زیادہ ٹائم نہیں ہو گا۔ چیزیں دہرائیں مت، تجاویز ہیں، اگر کوئی نئی بات ہے، وہ کریں۔ جی لیاقت بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ، آج ہم تاریخ کے اس موڑ پر کھڑے ہیں جہاں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی خارجہ پالیسی کو ایک نئی سمت، نیا قبلہ اور نیا رخ دینا چاہیے۔ جناب چیئرمین! خدا کے لیے ہماری حالت پر رحم کریں، ہماری مزید ذلت اور خواری سے آپ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ہم اس سے زیادہ آپ کی اور کیا خدمت کر سکتے ہیں؟ ہم اب مزید red line cross نہیں کر سکتے۔ جناب چیئرمین! یہ الفاظ میرے نہیں ہیں۔ میں نے یہ اقتباس ایک نشریاتی ادارے کو دیے گئے ہمارے وزیر خارجہ صاحب کے انٹرویو سے اخذ کیا ہے۔ جناب چیئرمین! آگے جانے سے پہلے red line کی وضاحت ضروری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ہمارے وزیر خارجہ صاحب بحث سمیٹیں گے تو اس وقت اس کی وضاحت ضرور کریں گے کہ what did he mean by red line? لیکن جناب چیئرمین! میں نے red line کی جمع تفریق، ضرب تقسیم کے بعد جو calculation and analysis کیا ہے تو میرے حوالے سے red line سے مراد وہ بیش بہا اور انتہائی قیمتی اثاثے ہوتے ہیں جو کسی فرد یا قوم کی عزت و وقار اور ان کے مقام کی بلندی اور پستی کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ کسی بھی قوم کی میراث اور اثاثے ہوتے ہیں جن کو نسل در نسل منتقل کرنا پڑتا ہے اور جن پر قوم کی زیست و حیات، موت اور زندگی کا سوال ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ ساٹھ سال میں، ہماری جو معلوم تاریخ ہے، ہم نے کھویا ہی کھویا ہے۔ پایا کچھ نہیں۔ ہاں البتہ مجھے یہ اعتراف ہے کہ ہم نے دو چیزیں ضرور پائی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ صاحب نے انہی دو چیزوں کو red line قرار دیا ہو گا جو ہماری قوم نے ساٹھ سال میں پائی ہیں۔ ایک تو ہمارا ایٹمی اثاثہ ہے، جس پر ہمیں فخر ہے۔ جس پر ہماری قوم کا سر بلند ہے۔ جس سے ہم اس قابل ہیں کہ ہم اسلامی مملکتوں میں سر بلند کر کے جا سکتے ہیں اور پورے عالم اسلام کی رہنمائی بھی کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسرا اثاثہ 1973 کا متفقہ دستور اور آئین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے علاوہ ہم نے گزشتہ پورے ساٹھ سالوں میں قوم کو کچھ بھی نہیں دیا، کچھ بھی deliver نہیں کر سکے۔ اگر ہم نے قوم کو کچھ دیا ہے تو یہی دو چیزیں ہیں اور یہی ہمارے سب سے قیمتی اثاثے ہیں۔ جب ہمارے وزیر خارجہ صاحب کہتے ہیں کہ ہم اس red line کو cross نہیں کر سکتے تو قدرتی طور پر ہمارے ذہنوں میں ایک تشویش کی لہر اٹھتی ہے کہ خدانخواستہ کہیں ہمارے ایٹمی اثاثوں کے پیچھے تو نہیں پڑ گئے یا خدانخواستہ کہیں ہمارے 1973 کے آئین کے پیچھے تو نہیں پڑ گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جب حکمران طبقہ عافیت کو اپنا عذر بناتا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت بھی انہیں blackmail ہونے سے نہیں روک سکتی۔ ایک آزاد خود مختار قوم پر جناب چیئرمین! سرد و گرم مراحل آتے ہیں لیکن جب ایک policy making forum ہوتا ہے، خصوصاً جب ہمارے ملک میں پارلیمنٹ ہو تو اس کو اعتماد میں لیا جائے۔ جناب چیئرمین! اس سینیٹ کی عمر چار سال ہونے کو ہے، میں تو کبھی کبھی یہ سوچ کر حیران ہوتا ہوں کہ کبھی بھی، کسی بھی معاملے میں ہمیں کسی بھی طرف سے، اعتماد میں نہیں لیا جاتا، جو بھی فیصلے ہوتے ہیں، اوپر ہوتے ہیں جو کہ اس ملک کے معاشرے، اس ملک کے آئین، اس ملک کی خود مختاری، اس ملک کے وقار اور اس ملک کی عزت کو کھائے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! national and international issues پر ہر ملک کی اپنی اپنی نکر ہوتی ہے اور ان کے اپنے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ لگتا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے روز اول سے، میں آج کے اس regime کو نہیں کہہ رہا ہوں، from the very beginning جب ہم 1947میں آزاد ہوئے تھے اس وقت سے ہم نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ ہم اپنی اس مملکت کو امریکہ کے مفادات کی بھینٹ چڑھائیں گے اور مسلسل چڑھا رہے ہیں۔ میں اس کے لیے امریکہ، روس یا یورپ کسی کو blame نہیں کروں گا، ان کا حق ہے وہ اپنے ملک کے مفاد کے لیے کوئی بھی پالیسی ترتیب دیں اور دنیا بھر کے ممالک کو اسی پالیسی پر implement کرنے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ وہ ان کی اپنی پالیسی ہے، ان کے اپنے قومی مفادات ہیں، اگر وہ کچھ کر رہے ہیں تو اپنے ملک و قوم کے لیے کر رہے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم ہمیشہ امریکی مفادات کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔انہوں نے ہمارے ہی

کندھوں پر بندوق رکھ کر ہمیں ہی استعمال کیا ہے۔ یہ ہماری خارجہ پالیسی کا سب سے ناکام ترین سبب ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! ہمارے گھر کو اگر آگ لگی ہے تو اپنے ہی گھر کے چراغوں سے لگی ہے۔ میں بالکل کسی بیرونی ملک کو blame نہیں کرتا، وہ اپنے مفادات کا کھیل کھیل رہے ہیں، کھیلتے رہیں۔ ان کو حق ہے لیکن ہمیں بھی یہ حق ہے کہ ہم بھی مفادات کے لیے کھیلیں۔ ہم نے تو قوم کو فروخت کیا ہے، مگر

قوم فروختند وچہ ارزاں فروختند

ہم نے اپنی بڑی سستی قیمت لگائی ہے۔ عراق اور افغانستان میں ان کے اپنے مفادات ہیں۔ ہمارے وزیر خارجہ صاحب کے علم میں ہو گا اور پوری دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل میں کس قدر دہشتگردی ہو رہی ہے، اسرائیل فلسطینیوں کو چن چن کر قتل کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا عالمی دہشتگرد اسرائیل ہے، کسی کی زبان پر کیوں ایک لفظ تک نہیں آتا کہ اسرائیل اتنی دہشتگردی کر رہا ہے۔ آپ روزانہ T.V. پر دیکھیں کہ معصوم اور بیگناہ بچوں کو قتل کیا جا رہا ہے، آٹھ، آٹھ، دس، دس کے جنازے لے کر جا رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کے حکمرانوں نے اپنے لب کیوں سی لیے ہیں؟ جناب چیئرمین! ان کا زور ہم پر چلتا ہے، وانا، بلوچستان، اسلام آباد، کراچی، صحافیوں، پارلیمنٹ کے اراکین اور لیڈروں پر چلتا ہے۔ اب رات کا بابر ملک صاحب کے ساتھ واقعہ دیکھیں، ان کو رات کی تاریکی میں اٹھا لے گئے اور مار مار کر ادھ موا کر کے اسے چھوڑ گئے۔ ان کا زور یہی ہے، ان کو ملک کو نہیں چلانا، صرف اپنی ذات کو چلانا ہے۔ ہم پھر بھی نہیں سمجھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: مہربانی کر کے ایک آدھ منٹ میں تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: Grand Pashtoon کا جو جرگہ ہوا ہے، یہ بھی امریکہ کے کہنے پر ہوا ہے۔ پشتونوں کے شمالی اتحاد کو جدا کرنا چاہتے ہیں، یہ افغانستان کی تقسیم ہے

اور ہمارے قوم پرست راہنما بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ جی Grand Pashtoon Jirga جس میں کہ سات سو پشتون لوگ گئے۔ میں اسے سیاسی دنیا کا سب سے بڑا لطیفہ قرار دوں گا۔ پشتون جرگے کی سربراہی عبداللہ کر رہے ہیں، جس کی کارگزاریوں سے آپ سب واقف ہیں، جو پشتون ہے ہی نہیں۔ یہ کیسا طمانچہ امریکہ نے ہمارے قوم پرستوں کے منہ پر مارا اور یہ کہتے ہیں کہ جی یہاں یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے، یہاں دہشتگردی کے اڈے ہیں، یہاں طالبان ہیں، یہاں مدارس ہیں۔ ٹھیک ہے مدارس ہیں، مساجد ہیں۔ میں challenge کرتا ہوں کہ ہماری پاکستان کی مساجد میں ایک بھی بندوق یا پسٹل دکھا دیں تو میں اپنی یہ سیٹ آج ہی چھوڑ دوں گا۔ صرف زبانی جمع خرچ کرنے سے باتیں نہیں ہوتیں۔

جناب چیئرمین: جی اب تقریر ختم کریں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جی بالکل چیئرمین صاحب، میں آخری ایک دو منٹ لوں گا۔ دیکھیں جو بھی خارجہ پالیسی ہوتی ہے اسے maintain کرنے میں داخلی پالیسی کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ داخلہ policy ہماری خارجہ پالیسیوں کی مظہر ہوتی ہے، عکاس ہوتی ہے۔ آپ نے داخلی طور پر دیکھا کہ ہماری کیا معیشت ہے، ہم ادھار پر چل رہے ہیں۔ غالب نے کہا تھا کہ

قرض کی پیتے تھے مئے

اس طرح ہے کہ اس پر قرض پہ قرض لیتے جا رہے ہیں اور جب کوئی ہمیں قرض دے گا، اس کی اپنی شرائط ہوں گی۔ جناب چیئرمین! میں اسی کے ساتھ اپنی بات ختم کرناچاہتا ہوںکہ آپ داخلی طور پاکستان کو کوئی بکرا منڈی نہ بنائیں جب بھی آپ کا جی چاہا، کسی کو اٹھا لیا، عقوبت خانوں میں، اذیت خانوں میں، گوانتاناموبے میں دے دیا۔ اس کے باقاعدہ ثبوت آپ نےاپنی کتاب میں خود مہیا کئے ہیں کہ 500 dollar لے کر، ہم نے لوگوں کو دے دیا، اس سے زیادہ confess کسی ملک کا ہو ہی نہیں سکتا جب آپ خود ہی confess کر رہے ہیں کہ میں نے 500 dollar فی آدمی لیے ہیں۔

اب میں آخر میں جناب شیر افگن صاحب کی کل کی تقریر کے حوالے سے یہ کہتا ہوں کہ بہت دیر کی مہرباں آتے آتے لیکن جناب چیئرمین! مجھے پھر بھی یقین ہے کہ جس طرح ہر

ہر آغاز کا ایک انجام ہوتا ہے، اسی طرح انجام کا ایک آغاز ہے۔ ہماری وزارت خارجہ آنکھیں بند کرکے، بسم اللہ کر کے، Parliament کو اعتماد میں لے کر، civil society کے تمام sentiments تو آپ کے سامنے ہیں کہ اس وقت لوگ کس mood میں ہیں۔ آپ America سے دوستی کریں، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن خدا کے لیے اپنے مفادات کو سامنے رکھیں۔ آپ روس سے دوستی کریں، آپ برطانیہ سے کریں لیکن آپ ان کے لیے ایران، China اور افغانستان جیسے دوستوں، اب پتا نہیں کہ افغانستان ہمارا دوست ہے یا نہیں ہے، اس میں مجھے پتا نہیں ہے لیکن چین اور ایران اب بھی دوست ہیں، آپ ان کو ناراض نہ کریں۔ آپ بسم اللہ کریں، آپ انجام اللہ پر چھوڑیں، آپ آغاز کرلیں۔ میں اسی کلمات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور میں آخر میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ" کر سیوا، کھا میوہ" والا مسئلہ اب ختم ہونا چاہئیے، ہم نے بہت سیوا کی، ہم نے بہت میوے کھائے۔ اب خدا کے لیے، خدا کے لیے اور پھر میں repeat کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنی policy کو معتدل کریں۔ آپ America سے دوستی ضرور کریں لیکن مہربانی کر کے آپ اسے اس انداز میں نہ کریں کہ آپ کی کمر بھی ٹوٹ جائے، آپ کی گردن بھی ٹوٹ جائے، آپ اس کو ایک limit ایک gap دے دیں۔ اس کو یہ بتا دیں کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے میں اپنی Parliament کو اعتماد میں لوں گا اور اس کا راستہ بھی بند ہو جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں ایک دفعہ پھر ساتھیوں سے عرض کر دوں کہ مہربانی کرکے نکتے دہرائیے مت، نیا نکتہ پیش کریں یا تجاویز پیش کریں جو وقت مقصود ہے۔ ایس۔ ایم۔ ظفر صاحب۔

Senator S. M. Zafar: Mr. Chairman! the debate on Foreign Policy and some of the other related issues to the Foreign Policy has been set at an appropriate time. Both the United States of America and Pakistan are passing through the election period, such is always, the moment to go over the past review what has happened so far and see how the future

challenges can be met and what strategy can be developed. Mr. Chairman, of the various aspects of governance one can watch, emotion is the least involved when the Government decides the Foreign Policy. This is epitomized in the well known saying that in Foreign relations, we have nopermanent friends, nor permanent enemies. The guiding and the permanent guiding star is the national interest and that should always govern the Foreign Policy.

The second basic aspect which needs to be stressed, and which is more important is that the Foreign Policy of a nation dependson its internal strength and the unity of the people. Independence of the foreign policy is directly proportionate to the strength of the nation. The two co-relate sir, keeping these two aspects in mind, I would be speaking rather objectively and in a more analytical manner to assess what we have done so far and what should be our future foreign policy. Let us have a very brief and a quick survey of the foreign policy so far adopted by Pakistan.

Sir, our relationship with the United States of America began when Prime Minister Liaquat Ali Khan went to Washington instead of Moscow. At that time Pakistan was a new born state. It needed material and diplomatic support in addition to the military hardware particularly so because of a hostile neighbour, a very big neighbour who was hostile. Support from one of the two super powers was required and the support from the United States of America was found timely. USSR was then conceived as a power which had its interest in the warm waters of Indian

Ocean and also because its ideology was perceived to be a threat. So, therefore, the foreign policy was decided on the particular logic of history and on the basis of national interest.

Sir, in due course of history we joined Baghdad pact SEATO, CENTO, and ultimately the Afghanistan war which resulted in the vacation of the aggression on our neighbouring country Afghanistan by the USSR. Sir, in the cover of friendly environment, that was available to us because of these pacts that we became the 7th nuclear state in the world. Our nuclear status is the success of our foreign policy of that time. We could not have done so if we had not followed that pragmatic and national foreign policy in the interest of Pakistan. Today we are safe and feel ourselves secure on account of having become a nuclear power. Of course, the credit goes to the foreign policy and also to the scientists who had done such a marvellous job. Again sir, it was the national interest which guided us that though we were known as the most allied ally of America, yet we extended our hand of friendship to China who at that time was considered to be a pariah state. Our friendship with China has stood the test of the time and is now the role model of the best relationship between the two states who are of such divergent interest and ideology.

Sir, with the fall of Berlin wall, however, the scene in the world changed. A single super power emerged and all the previously valid international commitments, international law, international norms became convoluted and twisted. In addition the military cum industrial complex

headed and backed by the neocons of America as mentioned earlier by Leader of Opposition, invented a new enemy, in place of the USSR and Islamic civilization and Muslims were targetted for the clash of civilizations. The philosophy of clash of civilizations was propagated immediately after the fall of Berlin wall. 9/11 gave them the chance to put their theory into action and their planning into action and in pursuit of that they coined one of the most sinister doctrines i.e., the doctrine of thepre-emptive attack. I am going to emphasise mostly on that doctrine. Sir, since this doctrine of pre-emptive attack was invented, you know, Afghanistan was bombed into the stone age. Iraq was invaded and a wonderful civilization was reduced to rubble. It is on account of this pre-emptive attack doctrine with which Pakistan was faced immediately after 9/11, that the principled pragmatic policy was adopted to avoid any attack on Pakistan. If the acquisition of nuclear assets was a great success, preservation of the nuclear state was no less a success of the foreign policy adopted on 9/11, which has now saved us from possible aggressions.

Let me also say sir, that despite of having joined international community against terrorism, Pakistan has, even during this period, kept its national interests in the forefront. We were guided by national interests when we refused to send our troops to Afghanistan. Mr. Raza Rabani standing in this House, where we all are given an impression that this Hosue is a rubber stamp. But sir, it was this House which passed a resolution that the troops should not be sent to Iraq, which guided the

government to the conclusion that it will not be in the national interest. So, in the national interest, that decision was taken. Again we were guided by the national interest when we decided that we will go ahead with the Iranian gas pipe line to Pakistan. We have not been cowed down by any pressure even on this particular point. Sir, we have been again guided by the national interest when Gwadar has been built through the help of the Chinese involvement. So, national interest is the guiding star. Let us therefore, give ourselves, ladies and gentlemen of the Senate and in fact everyone of the nation, let us give ourselves some credit that Pakistanis have been collectively thinking in the right direction and have been keeping the interest of their own country in the forefront.

Sir,. I want at this stage, to address the people of the United States of America. Let me tell them that Pakistanis do not dislike America or its people. We know that there are many a great humanists amongst them. They are wonderful people, some of them are great philanthropists. We appreciate their role in helping the colonized countries getting freedom after 1945 war. We are also aware and adore their sense of liberty, their principle of due process of law. It is not the people of America that we have in any feeling of animosity it is the policies of their government thatwe are concerned. Sir, the real problem is the doctrine of pre-emptive attack, which is now being backed by yet another doctrine, which is known as 1% doctrine, and is the brain child Dick Chenny. According to Dick Chenny, if there is 1% threat from any country or from

any quarter then the reaction from the United States of America should be 100%. So this doctrine of pre-emptive attack supported by the doctrine of 1% threathas been the real lane of the American policy. It is this doctrine which has prompted the statements which have come and which is now under discussion. The statement made by some officials of United States of America and future hopeful candidates for presidency, all those statements are on account of evil influences, this wrong philosophy of the pre-emptive attack and the doctrine of 1% threat, Americans have to change their policy. One needs to remind them that in the year 1945 when World War II came to an end, what policy did they adopt? Many more people had died in that war than those on 9/11. But their predecessors who were leaders of greater minds, decided for reconciliation. They gave a marshal plan. They decided for dialogue, the result was, there was prosperity, the result was there was peace and the result was there was reconciliation. Now Germany and Japan have come of age and are contributing to the world affairs. But after 9/11 they adopted a policy of might is right. They adopted the policy of oppression, sir, it is there that the Americans have to change their policy. May I, at this stage, bring another very important jurisprudential principle in this House sir. The pre-emptive attack doctrine may be compared with the doctrine of *Jehad*. The doctrine of the pre-emptive attack is a doctrine of aggression. It is a doctrine based on might is right. On the other hand, the philosophy of *Jehad* is that when somebody is aggressed upon or where there is an actual aggression on somebody he gets the right of defence. Former is

philosophy of aggression and later is a philosophy of defense. One is the philosophy of might is right, the other is the philosophy of right is might. So, I would suggest that the Americans should understand how Islam is for peace that the new policy that they have adopted of the doctrine of pre-emptive attack is a policy of aggression that disturbs peace. If they continue with this policy the world will be a dangerous place. Having said this about America and the American policy, now some suggestions for ourselves.

Sir, it should be made clear to the United States of America and, as a matter of fact to any other country, that any form of pre-emptive attack would be treated as an act of ultimate hostility against Pakistan and Pakistan will be entitled to review its policy of supportive anti-terrorism. We should also review our policy of dependence largely on the United States of America. The time is ripe that we should move into new areas. There are countries who are of the view that this world should not be a uni-polar world and that world should revert to a multi-polar world. These states are all around us, we should get closer to them and try to get more aid and more support from these states. Our largely dependence on America should be gradually reduced. Sir, at home as I said a foreign policy depends on the strength of the nation.

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیے۔

Senator S.M. Zafar: Yes sir, at home we should forge unity. There should be consensus. It was a heartening news to read in the

morning President's statement that there shall be no martial law and there shall be no emergency. These two actions would have been devisive actions. It has been rightly decided that it should have never happened. I am sure this represents the thinking of the Government but if ever there was any quarter to think otherwise it, it is good to know that this will not be. This will help us to move forward.

Sir, at the end I shall like to inform the House that if anyone have not seen the programme on "The Aaj Television" where a number of Pakistanis were together for discussion and they were having diverse views some in favour and some against the Government including some criticism. But at the end when the comparer asked the young boys and girls and others who were present in large number, "what do you see whether the future of Pakistan is bright or you see the future of Pakistan is not bright?" Mr. Chairman, you will be happy to know that 99% hands went up in favour of the fact that the future of Pakistan is bright. Sir, I shall hope that the politicians would also start thinking in the same way as the group of young people there. Together, united we shall be able to formulate a good policy in the national interest. Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Thank you. Prof. Muhammad Ibrahim.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! بہت اہم discussion جناب وزیر محترم برائے پارلیمانی امور جناب ڈاکٹر شیر افگن صاحب کی تحریک پر شروع ہوئی ہے۔ میں ڈاکٹر شیر افگن صاحب کی تقریر کی تائید

کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے میری ہی تقریر کر ڈالی ہے بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر کہوں گا کہ قومی اسمبلی میں Defence کے پارلیمانی سیکرٹری جناب سید تنویرحسین صاحب نے جو تقریر کی وہ میرے دل کی آواز تھی۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت جو باتیں ان کی طرف سے آ رہی ہیں ان کی روشنی میں ہمیں گزشتہ ۵ سال کا جائزہ لینا ہوگا۔ آج ان کی باتیں گزشتہ ۵ سال کی نفی اور تردید کر رہی ہیں۔ اس لئے یہ بہت اہم بات ہے۔ آج ڈاکٹر شیر افگن صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں کہ 9/11 کے واقعات کے ذمہ دار یہودی ہیں اور اگر یہ بات درست ہے کہ 9/11 کے ذمہ دار یہودی ہیں اور 9/11 کے واقعات کےضمن میں امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تھا اور اسکو war of terror declare کیا۔ اس war of terorr میں ہمارا front line state بننا یہ انتہائی سنگین غلطی تھی۔ حکومت پاکستان کو اس کا اعتراف کرنا چاہیے کہ افغانستان میں امریکہ کا ساتھ دے کر انہوں نے سنگین غلطی کی ہے لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کیا جا رہا۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب کی اس تقریر پر جو کل انہوں نے ہمارے سامنے کی تھی۔ یہ foreign office کے comments آئے ہیں۔

Commenting on the statement made in the Senate on Tuesday a spokes person for the Ministry of Foreign Affairs said that the Foreign Minister would wind up the debate on the subject on August 22.

اور پھر یہ کہا ہے کہ اصل میں foreign affairs سے جو statement جاری ہوتی ہے وہ ہماری پالیسی ہے۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب یا تنویر صاحب کی تقریر ہماری foreign policy نہیں ہوتی۔ جناب چیئرمین! یہ بات ڈاکٹر شیر افگن صاحب کی بالکل درست ہے کہ یہود اور نصاریٰ ہمارے کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ کا فرمان ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں Treasury Benches کی طرف سے کئی باتیں آئی۔ جناب چوہدری انور بھنڈر کی یہ بات بالکل درست ہے کہ OIC کو سپر پاور ہونا چاہیے لیکن اس کے لئے اس راستے میں اصل رکاوٹ کون ہے؟ جناب چیئرمین! مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امت مسلمہ کے آج کے حکمران الا ما شاء اللہ وہ OIC کو سپر پاور نہیں بنانا چاہتے۔ OIC کو سپر پاور بنانے کے لئے لازمی ہے کہ مسلمان ہوں اور قرآن و سنت کی بنیاد پر اور اللہ کے دین کی بنیاد پر ایک ہوں لیکن ہمارے حکمران اللہ کے دین کے

راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اپنے ملکوں میں وہ اسلام کو نافذ نہیں ہونے دے رہے ہیںاور یہی امت مسلمہ سب سے بڑی رکاوٹ بن رہی ہے۔

جناب چیئرمین! خود کش حملوں کے بارے میں بات کی گئی تھی۔ ہماری Law and Order situation پر ہمارے وزیر داخلہ محترم نے یہ کہا کہ ہم ان کو حرام کہیں۔ وہ ہم سے جس بات کا تقاضا کر رہے ہیں ذرا اپنے کردار پر ان کو سوچنا چاہیے۔ ہماری foreign policy کے نتیجے میں خود کش بمبار تیار ہو رہے ہیں۔ ہم نے یہاں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کیا۔ گوانتاناموبے کے اندر ان کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک کیا گیا اور جو ناروا سلوک کیا گیا اس کے نتیجے میں یہ خودکش بمبار تیار ہو گئے اور وہ آج ہمارے اوپر حملہ آور ہیں۔ آپ گوانتاناموبے کی جیل کو بھر رہے ہیں اور وہ امریکیوں کے لئے آباد کر رہے ہیں اور پھر مجھے کہتے ہیں کہ میں خودکش حملے کو حرام قرار دوں۔ اپنے کردار پر آپ کو سوچنا چاہیے۔ اگر آپ یہ کردار ادا نہ کرتے، معظم بیگ جو پاکستانی نژاد برطانوی شہری تھا آپ نے پاکستان کے اندر اس کو گرفتار کیا اور امریکہ کے حوالے کیا اور امریکہ نے اس کو گوانتاناموبے پہنچا دیا اور رہا کرنے کے بعد برطانیہ کی عدالتوں نے اس کو پاک اور صاف قرار دیا۔ آپ کی کیا حیثیت رہ گئی۔ جناب چیئرمین! ہمارے حکمرانوں کو اپنا عکس دیکھنا چاہیے کہ وہ کیا ہیں۔ ان کو اپنی حکومت سے مستعفی ہو جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین! انگریزوں کے بارے میں جو بات کی گئی کہ ہندوستان جو سونے کی چڑیا تھی یہاں سے مال و دولت لے جا کر حکومت برطانیہ مالدار ہوا۔ بالکل مجھے اس بات سے اتفاق ہے ایسا ہی ہوا ہے۔ اربوں ڈالروں کا سونا یہ نواب سراج الدولہ آف بنگال کے خزانوں سے لے جایا گیا ہے لیکن سراج الدولہ کو شکست کس نے دلوائی تھی؟ میر صادق نے دلوائی تھی۔ میر جعفر اور میر صادق اور ان کے قبیلے کے لوگ ہی مسلمانوں کو شکست دلواتے رہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جو صورتحال ہے، اس صورتحال میں اس وقت بھی حکومت کی طرف سے متضاد باتیں آ رہی ہیں۔ نثار میمن صاحب نے کہا کہ امریکہ کا دورہ جناب لیاقت علی خان مرحوم کا بالکل درست تھا۔ میں کہتا ہوں کہ بالکل غلط تھا۔ دورہ کیسے ہوا؟ امریکہ نے ہندوستان کے وزیر اعظم نہرو کو دعوت دی۔ پاکستان کا وزیر اعظم خواہشمند تھا کہ اس

کو دعوت ملے لیکن دعوت نہیں مل رہی تھی اور ایران کے اندر ایرانی سفیر نے روسی سفیر سے رابطہ کیا۔ روس سے اس کو دعوت دلوائی گئی۔ اس کے بعد ہونا یہ چاہیے تھا کہ پہلے روس کا دورہ ہوتا اس کے بعد امریکہ کا دورہ ہوتا لیکن روس کے دورے کو منسوخ کر کے امریکہ کا دورہ کرنا انتہائی سنگین غلطی تھی اور یہاں سے foreign policy کی بنیاد غلط پڑ گئی اور

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج

پہلی اینٹ جب ٹیڑھی رکھ دی گئی اس کے بعد سے اب تک سارا کام غلط ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین! امریکہ میں جب ہمارے سفیر سے کہا گیا کہ آپ مزید کریں تو ان کے الفاظ یہ تھے کہ ہم تو الٹے کھڑے ہیں اور کیا کریں۔ ہماری یہی گزارش ہے اپنی حکومت سے کہ ہمیں الٹا نہیں کھڑا ہونا چاہیے' ہمیں سینہ تان کے باوقار طریقے سے قوموں کی comity میں کھڑا ہونا چاہیے۔ حکومت کی یہی غلط پالیسیاں ہیں جن کی وجہ سے ہم سر کے بل کھڑے ہیں' الٹے کھڑے ہیں۔ ہمیں سیدھا کھڑا ہونا چاہیے۔ باؤچر کا تذکرہ یہاں آیا اور محترم ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے کہا سب قطار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ بڑی ہی افسوس ناک بات ہے۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ حکومت کو بھی قطار میں نہیں کھڑا ہونا چاہیے' اپوزیشن کو بھی قطار میں کھڑا نہیں ہونا چاہیے لیکن یہ حکومت کے سوچنے کی بات ہے کہ باؤچر کو الیکشن کمیشن کا دورہ کس نے کرایا؟ کیا حکومت نے ہماری غیرت کا نیلام خود نہیں کر ڈالا؟ باؤچر کی کیا حیثیت ہے کہ وہ پاکستان کے الیکشن کمیشن کا دورہ کرے۔ اور جناب چیئرمین! اگر تھوڑا سا ماضی میں جائیں تو President Bush نے جب پاکستان کا دورہ کیا تو پورے اسلام آباد کی security کو امریکہ کے حوالے کیا گیا تھا۔ جناب چیئرمین! یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اقبال کے الفاظ میں کہ

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو

مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

اور تھوڑے سے تصرف کے ساتھ اگر کہوں کہ

امریکہ کی غلامی پہ رضا مند ہوا تو

مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے امریکہ سے نہیں ہے

جناب چیئرمین! کانڈو لیزا رائس کے فون پر ایمرجنسی لگانے کا فیصلہ ختم کیا جاتا ہے۔ کتنی افسوس ناک صورت حال ہے۔ کابل کے دورے کا پروگرام بنتا ہے، منسوخ کیا جاتا ہے اور کانڈولیزا رائس کے ٹیلیفون پر پھر دورہ کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! لال مسجد کے واقعات کو امریکہ کا صدر بش کہتا ہے کہ یہ War of Terror کا حصہ ہے۔ ہماری حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟ ہماری اپنی فوج امریکہ کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ قبائل جو ہمارا بازوئے شمشیر زن ہیں اور مغربی سرحد کی حفاظت کا انہوں نے عزم کر رکھا ہے، ان کو نہیں چھوڑا جاتا اور وہاں پر پاکستانی فوج ہزاروں کی تعداد میں بھیجی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! وہاں کہا جاتا ہے کہ غیر ملکی ہیں اور غیر ملکیوں کے خلاف کارروائی ہے۔ عرب، چیچن ان جنگجوؤں کو تو غیر ملکی قرار دیا جاتا ہے۔ جن یہود و نصاریٰ کو جیکب آباد، پسنی اور دالبندین کے ہوائی اڈے حوالے کیے جاتے ہیں کیا وہ غیر ملکی نہیں ہیں؟ وہ جنرل پرویز مشرف صاحب کے خالہ زاد ہیں کہ ان کو تو پورا ملک حوالے کر دیا جاتا ہے اورمسلمان جو امریکہ سے بھاگ کر پناہ لیتے ہیں ان کے خلاف یہ کہا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے ڈاکٹر شیر افگن صاحب کی صرف ایک بات سے اختلاف ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے سوویت یونین کو ختم کیا۔ جناب چیئرمین! مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ سوویت یونین اپنے کرتوتوں کے نتیجے میں ختم ہوا۔ سوویت یونین نے پہلے بھی مسلمانوں کو ہڑپ کر لیا تھا اور آگے بڑھ کے وہ افغانستان پر قابض ہوا اور گرم پانیوں تک پہنچنا چاہتا تھا، اس کی ہوس ملک گیری نے اس کو ختم کر ڈالا۔ اگر اس کے اندر یہ ہوس نہ ہوتی تو وہ ختم نہ ہوتا۔

جناب چیئرمین! ہمارے بعض دوست ہمیں کہتے ہیں، ہماری اپنی side کے کہ آپ ہر کسی کو دعوت دیتے ہیں جنگ کی، توکیوں نہ حملہ ہوگا آپ پر۔ جناب! یہ پاکستان کے آئین کی رو سے مسلمانوں کے ساتھ بہترین تعلقات رکھنا یہ principle of policy کا حصہ ہے Article 40 of the Constitution کی رو سے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھئے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بس ایک دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! مسلمانوں کو ایک امت بنانا ہمارا فرض ہے اور ہمارے آئین کی رو سے یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ مسلمان کسی پر بھی حملہ آور نہیں ہوا۔ دنیا بھر سے یہودی اکٹھے ہو کر فلسطین پر قابض ہو گئے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کو وہاں سے بیدخل کیا ہے۔ اس چیز کو ہم کبھی بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ ہمارا وزیر خارجہ چاہے ہزاروں ملاقاتیں اسرائیلی وزیر خارجہ سے کرے، انشاء اللہ اسرائیل کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ کشمیر میں مسلمانوں کی سرزمین پر ہندوؤں نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ اس بات کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ عراق اور افغانستان میں امریکی فوجیں آئی ہیں۔ ہم امریکہ پر حملہ آور نہیں ہوئے۔ ہم یورپ پر حملہ آور نہیں ہوئے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے یہ دوست جو ہمیں یہ کہتے ہیں کہ (پشتو........) نیچے اور اوپر ایک ہی افغان ہے۔ میں بھی افغان ہوں لیکن صورت یہ ہے کہ افغانوں پر روس حملہ کرتا ہے تو افغانوں کا ساتھ دینے کی بجائے ہمارے یہ دوست روسیوں کا ساتھ دینے لگتے ہیں اور افغانوں پر امریکہ حملہ کرتا ہے تو ان کے سر امریکہ کے سامنے جھک جاتے ہیں اور افغانوں کی طرح سینہ تان کر امریکہ کے سامنے کھڑے ہونا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا ہے۔ بہت ہی افسوس کی صورت حال ہے۔

جناب چیئرمین! آج کے یہ بیانات جو ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ یہ تجویز کہ خارجہ پالیسی پر سالانہ بحث ہو، بہت اچھی تجویز ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تو اتنا کہہ دیا کہ کشمیر میں مجاہدین بھیج دو اور طالبان کے ساتھ باتیں کر لو اور امریکہ اور ہندوستان کے خلاف جہاد شروع کر دو۔

جناب چیئرمین، مہربانی کر کے اب تقریر ختم کریں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، ایک منٹ۔ میں ختم کرتا ہوں جناب چیئرمین! اس وقت جو باتیں کہی جا رہی ہیں۔ میں صرف ایک چھوٹی سی حکایت سنا کر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ دہرائیں نہیں۔ لفظوں پر نہ

جائیں ۔ نئے نکات دیں ۔ فارن منسٹر صاحب نے جانا ہے ۔ پھر ان کی وائنڈنگ اپ رہ جائے گی ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب! ایک چھوٹی سی حکایت پر وائنڈ اپ کرتا ہوں ۔ ختم کرتا ہوں ۔ کہتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ تھا ۔ ایک شخص ایک مرغ خرید کر لے آیا اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ یہ مرغ سحری کے وقت بانگ دے گا اور ہم سحری کے لیے بروقت اٹھیں گے ۔ پہلی رات گزری، مرغ نے بانگ نہیں دی ۔ دوسری تیسری، پہلا عشرہ، دوسرا عشرہ، تیسرا عشرہ، رمضان کا مہینہ مکمل ہوا لیکن مرغ نے بانگ نہیں دی ۔ عید کی رات آ گئی تو اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ کل عید کا دن ہے اور مہمان آئیں گے، اس مرغ کو ذبح کر کے مہمانوں کو کھلا دیں گے ۔ جس مقصد کے لیے لائے تھے، وہ مقصد تو پورا نہیں ہوا ۔ مرغ نے رات کے پہلے ہی پہر بانگ دینی شروع کر دی ۔ اس شخص نے کہا کہ اب تو بانگ دے رہا ہے، مصلے پر کھڑے ہو کر اگر امامت کے لیے تیار ہو جائے تو تب بھی تجھ کو چھوڑا نہیں جائے گا، تجھ کو ذبح کیا جائے گا ۔ پانچ سال تک حکومت نے جو کچھ کیا، وہ تو مرغ کی وہ پالیسی تھی کہ بانگ نہیں دیتا تھا اور آج جب آخری وقت آ پہنچا ہے، آج حکومت آخری ہچکیاں لے رہی ہے، اس وقت اس نے بانگ دینی شروع کی۔ اب تو اس کے ذبح ہونے کا وقت آ گیا ہے ۔ اب بانگ دینے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ اب یہ اس قوم کو معاف کر دے ۔ قومی معاملات کو قوم کے حوالے کر دے اور قوم اپنے معاملات خود ہی درست کر لے گی ۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اور نام مہربانی کر کے نہ بھیجیں کیونکہ فارن منسٹر نے جانا ہے اور باقی ساتھی بھی جلدی جلدی، مختصر رکھیں ۔ نئے نکات بتائیں یا نئی تجاویز دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سردار محمد جمال خان لغاری۔

(مداخلت)

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جمال خان لغاری صاحب! آپ تقریر شروع کریں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری : ہماری جو فارن پالیسی یو ایس اے کے حوالے سے ہے جناب چیئرمین صاحب! ...

(مداخلت)

جناب چیئرمین : اللہ سب کو یاد آتا ہے ۔ No cross talk. Let him speak.

سردار جمال خان ۔ جی بولیں ۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری : جناب چیئرمین صاحب! پاکستان کی جو فارن پالیسی امریکہ کے حوالے سے ہے ' اس پر آج آپ نے مجھے خطاب کرنے کا موقع دیا ۔ میں آپ کا مشکور ہوں ۔ میری جو تقریر ہو گی ' حضور انور شاید ٹریژری کے کچھ ممبرز اس سے اتفاق نہ کریں لیکن میں نے آج پاکستانی قوم کے جذبات کی ترجمانی کرنی ہے اور میں بھرپور انداز میں کروں گا ۔ میرے جذبات کو کسی غلط نگاہ سے مت دیکھیے اور میری نیت پر بھی کسی کو شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

دنیا کی نگاہ میں اس وقت USA کو ایک لافانی طاقت کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے ' تصور کیا جاتا ہے۔ آج کل ہر وہ مسلمان جس میں انسانیت کا خون رواں ہے وہ USA کو U for ultra, S for sadistic and A for attitude لیتا ہے ' USA کے معنی ultra sadistic attitude کے حوالے سے تشبیہہ دیتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اور کیوں نہ دیکھے! فلسطین میں دیکھیں ' یہود و نصاریٰ کی پشت پناہی کون کر رہا ہے؟ عراق میں دیکھیں ' افغانستان میں دیکھیں اور اب پاکستان کی پاک سرزمین اور پاک خطہ USA کی ' میں سمجھتا ہوں ' ایک بھیانک سازش کی نذر ہونے والا ہے کیونکہ یہاں پر Chinese interest کو زیادہ تقویت مل رہی ہے ۔

جناب والا! مجھے سخت تشویش ہے جب war against terrorism کی بات کرتے ہیں تو سب سے زیادہ اسی پاک وطن کے صدر جنرل پرویز مشرف صاحب نے war against

terrorism کے اندر ایک کلیدی کردار ادا کیا' زبانی ادا نہیں کیا' عمل سے دکھایا۔ انہوں نے کچھ اہم ترین لوگ جو حقیقت میں terrorist تھے ' ان کو پکڑا اور امریکیوں کے حوالے کیا۔ Terrorists کوئی یا جوج ماجوج کی مخلوق نہیں ہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں موجود ہیں' ضرور ہوں گے پاکستان میں بھی ہوں گے' قبائلی علاقوں میں بھی ہوں گے' افغانستان میں بھی ہوں گے اور امریکہ کے وسط کے اندر بھی ہوں گے لیکن چونکہ American interest پر اس وقت صرف اور صرف اس کی توجہ مرکوز ہے

because of other vested interests that is why they started focussing totally on our sovereign land, on our sovereign interest.

جناب چیئرمین! آپ ہی کے سامنے ہے کہ صدرمملکت جنرل پرویز مشرف صاحب نے اسی پاک فوج کے بہادر' نوے ہزار فوجیوں کو Tribal belt کے اندر رکھا ہوا ہے ۔ اس کا جو بے تحاشا خرچ ہو رہا ہے وہ پاکستان کی حکومت اور پاکستان کی قوم اپنے exchequer سے ٹیکسوں کی صورت کے اندر دے رہی ہے۔ وہاں پر پاکستانی فوج کے سپاہی جو شہید ہو رہے ہیں وہ ہمارے ہی بھائی ہیں ۔ Intelligence information, intelligence agencies جو American intelligence ہے' ان کا تو یہ حال ہے کہ کہتے تھے کہ عراق میں weapons of mass destruction ہیں' آج تک عراق میں تو انہیں ایک بھی weapon of mass destruction نہیں ملا۔ یہی امریکی تھے جن کو ہم نے support کیا تھا جب افغانستان کے اندر Russian invasion ہوا تھا اور اس وقت پاکستان نے Russian dismemberment میں ایک کلیدی کردار ادا کیا تھا ۔امریکہ کا ایک مقام تھا ہم لوگوں نے ان کے interest کی آج تک ان کی تابعداری اور نیازمندی میں کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن جس وقت اوباما ' جس کو اسامہ کے مقابلے میں امریکی سامنے لے کر آ رہے ہیں' جب اوباما یہ بیان دیتا ہے اور پرسوں یا ترسوں اس نے پھر یہ بیان دہرایا جب کلنٹن کے ساتھ اس کا مباحثہ چل رہا تھا۔ اس نے یہ بات کی کہ اگر ہماری intelligence information کوئی information Pakistan Government کو دیتی ہے اورپاکستان کی حکومت اس پر بروقت act نہیں کرتی تو پھر ہم direct action لیں گے۔ تمہاری intelligence information تو وہی تھی جس کا عراق کے

اندر ہم لوگوں نے حال دیکھ لیا۔ ہماری intelligence agencies کسی سے کم نہیں ہیں، اگر اس میں credibility ہوگی تو ہاں attack against terrorists ہوگا، یہ ہمارا بنیادی فرض بھی بنتا ہے کہ ہماری sovereign land پر خود کش حملے کرنے والوں کے خلاف action لیا جانا چاہیے لیکن بات یہ ہے کہ ان کی information میں اگر جان ہی نہیں ہوگی تو کیا ہم لوگ اپنے مدرسوں کو اڑاتے پھریں گے۔ میں لال مسجد کے حوالے سے بات نہیں کر رہا ہوں جناب! میں tribal area کے مدرسوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

آخر میں حضور میں دو suggestions دینا چاہتا ہوں اور میں honourable Minister for Foreign Affairs کی توجہ اس طرف خاص طور پر مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جس طرح American Policy makers and think tank ہر وقت ان کو باور کرا رہے ہوتے ہیں کہ جو بھی ہمیں وہ aidدیتے ہیں یا grants دیتے ہیں یا loaning کرتے ہیں یا تجارت کی مختلف deals ہوتی ہیں، economic policies مرتب ہوتی ہیں اس خطے کے حوالے سے یا پاکستان کے حوالے سے تو وہ اس کو مربوط کرتے ہیں

regarding our efforts whether they are sincere or they are not sincere in war against terrorism. Although, I personally feel it is a totally different game being played. It is China and nothing else at all.

لیکن میری مودبانہ گزارش اس ہاؤس سے یہ ہے کہ چاہے وہ ہمارے حزب اختلاف کے بھائی کیوں نہ ہوں، یہاں پر سارے senior Parliamentarians الحمد للہ بیٹھے ہوئے ہیں اور شاید میں ان میں سب سے junior ترین ہی کیوں نہ ہوں لیکن مودبانہ گزارش سب سے ہے کہ آئیں ہم سب مل کر ایک Bill لے کر آئیں اور اس Bill کا جو متن ہے وہ صرف یہ ہونا چاہیے کہ جو foreign policy America کے حوالے سے ہے اس پر اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر تین مہینے کے بعد آپ اس پر نظر ثانی کریں۔ آپ اگر اس قسم کا Bill لے آئیں اور foreign office کو اس کا پابند کریں گے تو میں آپ سب سے گزارش کر رہا ہوں کہ پھر Americans کی بھی آنکھیں کھلیں گی۔

نمبر دو۔ میری گزارش بلکہ استدعا ہے اس معزز ایوان سے کہ پاکستان میں Pentagon

کی طرز پر Pentagon کی قسم کا ایک قومی ادارہ قائم کیا جائے اور اس ادارے کا ایک ہی purpose ہو کہ قومی مفادات کے حوالے سے حکومت حزب اختلاف اور پاکستان کے عوام کو آگاہ رکھے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ نے دہرایا بھی نہیں اور وقت کی بھی پابندی کی۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ ڈاکٹر محمد ساعد۔

Senator Dr. Muhammad Said: *Bismillah -ir- Rehman-ir-Raheem*. Mr. Chairman! many speakers have spoken before me on the various aspects of our foreign policy. I would like to concentrate on the policy regarding the war on terror and terrorism. In this connection, Mr. Chairman, I would like to raise four questions.

No.1. How did this war on terror start in this part of the world?

No.2. What is the American definition of a terrorist? And how this definition and explanation has played havoc with our own people and with our ideology?

No.3. What is the impact of this war on terror on our country?

No.4. What is the way out of this quagmire?

Sir, it is not a secret that in this part of the world, the so called war on terror started with the 9/11 and after the invasion of Afghanistan by the occupation forces, sir, there were so many reasons for the invasion of Afghanistan. Afghanistan has the strategic location. It was a gateway to the Central Asia. It is correct that the Taliban refused to handover Osama Bin Ladin to US. But Mr. Chairman! the most important cause due to which the Americans invaded Afghanistan was that they

could not swallow the existence of a State which was ideological and which proclaimed to have been based on Islamic Sharia. Mr. Chairman, it was an ideological state and the American considered this small, poor ideological state to be a threat to their civilization, a threat to their interest and also they went a step further and they declared it to be a threat to the Western civilization as well. Mr. Chairman, as we all know Americans have long range planning for Afghanistan. They have repeatedly said that they have no intention of withdrawing their troops from Afghanistan immediately or even in near future. They have established bases and they are establishing bases. For this they need peace in Afghanistan. They need the help and cooperation of the Afghani people and the goodwill of the local population.

Mr. Chairman, like Iraq, they have occupied the country, no doubt but they have not consolidated their occupation. The local population is terribly resisting the occupation forces and mind you, sir, the people who are resisting,

یہ جناب والا! نہ طالبان ہیں، نہ القاعدہ ہیں، نہ insurgent ہیں اور نہ terrorists ہیں۔

Mr. Chairman, they are the Afghan freedom fighters and they are fighting Americans because they are reviving their own history. This is the part of their tradition. Afghan people have never accepted, they have never tolerated the occupation of their land by a foreign force. It is on record that they have fought three wars against the Britishers in the 19th and 20th century. They have fought for ten years against the Russian forces, in which they have lost more than a million people and they are fighting

against Americans for the last six, seven years.

Mr. Chairman, we all know that Americans have imposed a unipolar order on this planet. An order which would not tolerate any challenge to its supremacy. Anybody who talks of a parallel system anybody who talks of an alternate system; anybody who puts forward an alternate world view, he is dubbed as a Taliban, he is dubbed as *Al-Qaida*; he is dubbed as a terrorist.

If you subscribe to these views you are a *talib*. You may have no contact with the *Taliban* in Afghanistan. You may be living in Afghanistan, you may be living in Pakistan, you may be living in Palestine or Egypt, if you do not conform to the American view point and to their views, you are immediately dubbed as *Taliban*. Mr. Chairman, what a strange and poor logic!

جناب چیئرمین! جن افراد کو یہ dub کرتے ہیں بطور terrorist, ان افراد کا تعلق جس مذہب سے ہو، وہ مذہب بھی دہشت گرد ہے، یہ افراد جہاں عبادت کرتے ہیں، چاہے وہ امام بارگاہ ہو، چاہے مسجد ہو، وہ دہشت گردی کا اڈہ ہے۔ یہ افراد جہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں چاہے وہ مدرسہ ہو یا دارالعلوم ہو وہ بھی دہشت گردی کی training کا اڈہ اور جہاں ان افراد کے اجتماعات ہوں جیسے حج کے موقع پر مکہ اور مدینہ میں، تو یہ دہشت گردی کے اڈے نہیں ہیں، یہ دہشت گردی کے منبع ہیں۔

These are the sources of terrorism. American leaders are demanding that these mosques, these religious institutions, these sites of the annual pilgrimage should be bombed and destroyed. This Mr. Chairman is absolute and total madness.

اور جناب ہمیں فارن آفس سے گلہ ہے کہ انہوں نے ان شکوک و شبہات کو دور کرنے کے لیے

کوئی مدد نہیں کی ہے اور ہمارے صدر مملکت نے امریکن نقطہ نظر کو نہ صرف support کیا ہے بلکہ تقویت بھی دی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس وقت وزیر خارجہ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں ہم ان سے پوچھنا چاہیں گے کہ یہ امریکن ایجنسز کو کس نے اجازت دی ہے کہ وہ دندناتے ہوئے ہمارے ملک میں پھرتے رہتے ہیں۔

We would like to ask sir how and why Pakistanis are being arrested without any warrant. How are they being arrested by the American Intelligence Agencies and how are they being taken for interrogation? We would also like to ask Mr. Chairman as to why those have been arrested and handed over to the Americans for deportation?

اور میں suggest کروں گا کہ ملا ضعیف نے جو کتاب لکھی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے

Mullah Zawaeef is an Afghan Ambassador in Islamabad. The way he was treated and the way he was handed over to the American Intelligence Agencies, it is really shameful. Mr. Chairman! we would also like to know on what terms and conditions we have joined this so-called war on terror.

جناب چیئرمین! وقت مختصر ہے میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب مشرف صاحب افغان جرگے کے لیے کابل تشریف لے گئے تھے۔ there he opened his mind اور اپنے خیالات کی صحیح طور پر ترجمانی کی ہے۔ and he said it طالبان ایک سوچ کا نام ہے۔

Taliban is a way of thinking and I entirely agree with him. This is absolutely correct. When Talibans were in power Mr. Chairman! they repeatedly said that our polity, our economy, our judiciary, our education, in fact every respect of life, will be moulded according to the teachings of Islam.

مجھے ان کے طریقہ کار سے اختلاف ہے۔

but I entirely agree with their beliefs and Mr. Chairman! there is nothing wrong with this declaration because this declaration is an integral part of our Constitution.

Mr. Chairman! we accept the American definition of a terrorist then our founding fathers, our great founding fathers like Allama Iqbal and Quaid-e-Azam would also stand out as terrorists

جناب چیئرمین! آئیے ایک منٹ کے لیے سوچیں کہ اس war on terror نے ہمیں کیا دیا ہے اور اس war on terror کے ہمارے عوام اور ہمارے ملک پر کیا اثرات ہیں اور کیا impacts ہیں۔

Mr. Chairman! we have killed thousands of men, women and children in Waziristan and in this war. Mr. Chairman! we have also lost ...

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے we have also lost hundreds of our youngmen and
officers لغاری صاحب نے حوالہ دیا ہے کہ eighty thousand troops کا

Eighty thousand troops are being paid by. Americans and they are not there to safeguard our frontier from the west. They are there Mr. Chairman! so that the Americans and the NATO forces can carry out the killing of the Afghan people without any hit or hinderance. What a shame?

Mr. Chairman! there is virtually no peace in our tribal area. The space violence by American forces is the order of the day. Our mosques and our *Madrassahs*, our homes and our markets are being bombed and destroyed.

جناب والا! تاریخ میں پہلی مرتبہ

we have seen the cases of suicide bombings. Mr. Chairman! I would like

to bring it to your kind notice the goodwill that existed between the army and the civil society has gone for ever.

میں نے ایسے موقعے بھی دیکھے ہیں کہ ہمارے فوجی جوان مارکیٹ میں پھر رہے ہیں۔ بچے ان کو سلیوٹ کر رہے ہیں۔ بچے انہیں پھول پیش کر رہے ہیں۔ ان سے بچے ہاتھ ملا رہے ہیں۔

all this goodwill has gone for ever.

جناب والا! یہ جو soldiers ہیں

they themselves are not safe. If you go to any cantonment, you will find barricade of sand bags around the corp headquarters, around the military hospitals and around barracks.

Mr. Chairman: Dr.Sahib please try to conclude.

Dr. Muhammad Said: Just a minute sir.

جناب والا! یہ تو ۱۹۷۱ کے بنگلہ دیش کا منظر ہے۔ ملک کے اندر فوج اپنے آپ کو محفوظ نہیں کرتی۔

They have fortified themselves around in the cantonment. This is really terrible situation which needs immediate attention.

آخری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین ! We have to bring drastic changes in our foreign policy. ہماری فوج ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ اور ہم یہ کبھی بھی نہیں چاہتے۔ اس کو کرائے کے ٹٹو کے طور پر استعمال کیا جائے۔

Mr. Chairman it should not be used as marcenary. It is an army that we have nourished it with our own blood. It should not be used as mercenary for the cause of Americans.

جناب چیئرمین! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

Enough is enough. We should call it today and we should immediately withdraw from this so-called war on terror.

یہ جنگ نہ ہمارے interest میں ہے نہ افغانستان کے interest میں ہے

and it is not also in the interest of the American people. We would also like to request the Foreign Office to exert maximum pressure----

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب جلدی ختم کریں۔

Dr. Muhammad Said: Just a minute sir. Let me complete this sentence. Our foreign office should exert maximum pressure to stop the Americans.

(1) Bombing our own territory in the tribal area.

(2) Bombing the poor people in Kabul and;

(3) They should also give a clear cut date for the withdrawal of their forces from Afghanistan.

جناب چیئرمین! افغانستان میں امریکی اور نیٹو افواج فساد کی جڑ ہیں اور جب تک یہ افواج افغانستان میں موجود رہیں گی، افغانستان اور پاکستان میں امن و امان نہیں ہو سکتا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Maulana Sami-ul-Haq is not here. Mr. Enver Baig not here. That brings me to the end of the earlier list as the Foreign Minister has to go he needs the floor.

باقی نام جو آ جائیں اس کے بعد، Foreign Minister کو Cabinet meeting میں جانا ہے۔ وسیم سجاد صاحب کو ذرا سن لیں۔

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman: I have no intention of making the speech and I have no intention to make any observation but following observations of my honourable friend that if he accepts the

definition of terrorism then Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah and Allama Muhammad Iqbal were the terrorists. I raise strong objection for that and this is complete misunderstanding and misreading of the personality of the Quaid, his vision of Pakistan and Allama Iqbal's vision of Pakistan and Islam. Even in the time when the Pakistan Movement was going on, there were two strains of thought. One was Quaid's vision of Islam in Pakistan in which he envisaged a democracy with Parliament, with fundamental rights with functioning of courts and this is clearly shown in the Objectives Resolution which we today read as part of the Constitution. He did not believe in theocracy and he was at that time opposed by the orthodox religious people who opposed him and they did not accept his vision of Pakistan and Islam.

His vision is what we have today. A Pakistan with the democracy, with the Constitution, with the functioning of courts and with fundamental rights with all the privileges and protection to the minority. Similarly, Allama Iqbal in his book "Reconstruction of Religious Thoughtin Islam" talks of *Ijtehad* being practised and exercised by the elected Parliament. This is completely opposed to the orthodox point of view where *Ijtehad* is to be conducted by designated people, with designated qualification. He did not accept that. His vision of democracy, his vision of Pakistan was that all these powers are vested in the elected people who represent the people of Pakistan who have the right to exercise power and if you look at the Constitution of Pakistan, sir, it says "that powers to be exercised through the chosen representatives of the

people not by the theocracy and therefore, sir, I have put it on record, I think it is my duty to put it on record that Quaid-e-Azam and Allama Iqbal envisaged what we have today, a liberal democracy, a democracy with fundamental rights and rights to all people.

(اس موقع پر ظہر کی نماز کے لیے اذان کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: Very briefly, a point of personal explanation because we are in short of time.

Senator Dr. Muhammad Said: Yes, one point please. I think the Leader of the House has either not understood my point or he has deliberately twisted my argument. The Quaid-e-Azam is really a great leader. He is a builder of the nation and he is the source of inspiration personally for me. I have great respect and honour for him. What I said was and I am correcting, what I said was if we accept American definition of terrorism, then by their definition. The Quaid-e-Azam, Allam Iqbal will be a terroist. This is what I said. Thank you.

Mr. Chairman: Now, five more names left. The Members want one or two minutes each. It will take about ten minutes but please, to the point. Two, two minutes each.

ٹھیک ہے۔ گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سارے ممبران نے Foreign Policy اور American threat کے حوالے سے بڑی اچھی باتیں اور تقاریر کی ہیں، میں اس پر مزید کوئی بات نہیں کروں گی، ٹائم بھی تھوڑا ہے اس لیے میں صرف اتنا کہوں گی کہ پاکستان ایک آزاد مملکت ہے جو کہ ہم نے لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر حاصل

کی ہے اور یہ سچ ہے کہ ہم نے امریکہ کا ساتھ دیا۔ ہم اس کے کہنے پر اس کے دوست بنے۔ ہماری گورنمنٹ، فوج نے پوری کوشش کی کہ جتنے terrorists پاکستان کی سرحدوں میں چھپے ہوئے ہیں یا پکڑے گئے ہیں، ان کے حوالے کر دیے جائیں۔ آج اس بات کو سات سال ہو گئے ہیں کہ ہم نے جہاں کہیں کوئی ایسا بندہ دیکھا جو کہ ہمارے ملک، امریکہ یا یورپ کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہا تھا، ہم نے اس کو hand over کر دیا۔ ہم نے hand over بھی کیا اور اپنی پوری فوج کو اسی کام پر لگایا ہوا ہے۔ ہمارے شہروں میں دھماکے ہو رہے ہیں، ہمارے لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں، ہم نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔ سات سال کے بعد امریکہ نے ہمیں انعام کیا دیا کہ اب وہ ہمیں threat کرنا شروع ہو گیا ہے کہ اب ہم آپ پر حملہ کریں گے۔

جناب والا! میں مختصراً عرض کرنا چاہتی ہوں کہ امریکہ کے design یہ نہیں ہیں جو کہ وہ کہہ رہا ہے، وہ پاکستان کو توڑنا چاہتا ہے، اس کے حصے بخرے کرنا چاہتا ہے، یہ میرا نہیں ہمارے think tank کا بھی یہی خیال ہے۔ اس کا target ہمارے nuclear assets ہیں، وہ کسی بہانے میں ہمارے ملک پر حملہ کر کے ان assets کو control کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے پوری قوم کو یک جان ہونا چاہیے، چاہے کوئی اپوزیشن پارٹی میں ہو سب پاکستانی ہیں، میں کسی کو اپنے سے الگ نہیں سمجھتی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ پاکستان کو اس وقت سارے کام چھوڑ کر اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ ہماری سینیٹ کی Foreign Committee نے امریکہ کو message بھیجا ہے اور اس کے بعد Prime Minister and President صاحب کا بھی بیان آیا ہے کہ ہم پاکستان کی سالمیت کو ہر صورت میں قائم رکھیں گے اور کوئی ہمارے ملک کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکے گا۔ یہ قوم اور ہمارے لیے بڑی خوش آئند بات ہے، ہمیں اس کو جاری اور ساری رکھنا ہے۔ مگر جس طرح وہ threat کر رہا ہے کہ زبردستی اندر آنا اور حملے کرنا، اسے ہمیں اپنی نظر میں رکھنا چاہیے۔ امریکہ ہمارا دوست ہے، ہمارا دوست رہے، میں نہیں سمجھتی کہ ہم اس کے ساتھ ایک دم relation توڑ لیں، مگر جہاں ہمارا مقصد ہے اس کو ان پر واضح کر دینا چاہیے کہ -----

جناب چیئرمین: بس دہرائیں مت، مختصراً صرف مقصد بتائیں۔

سینیٹر گلشن سعید : بس ہماری foreign policy تھوڑی سی China اور Russia کے ساتھ، ویسے تو مل گئے ہیں، دنیا میں سب لوگوں نے محسوس کر لیا ہے کہ امریکہ اپنی من مانیاں کر رہا ہے، جب جی چاہتا ہے۔ عراق میں کیا تھا کہ جس پر حملہ ہوا، افغانستان میں کیا تھا کہ جس پر حملہ ہوا۔

جناب چیئرمین: مختصر رکھیے۔

سینیٹر گلشن سعید: جی مختصر ہی ہے، ابھی تو ایک منٹ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں، نہیں دو منٹ ہو گئے ہیں، انہوں نے جانا ہے، پھر winding up ہے جو کہ سارا ہمارا purpose ہے وہ رہ جائے گا۔ آپ کیونکہ late آئی ہیں اس وجہ سے آپ ان کو deprive نہ کریں، انہوں نے جواب دینا ہے۔ ایک ایک منٹ کہا تھا، پری گل صاحبہ نے دو منٹ سے لیے۔ مہربانی کر کے to the point بات کر دیں۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب! آپ interrupt کر دیتے ہیں تو بات کیا ہو گی۔

جناب چیئرمین: دوسروں کو بھی موقع دیں۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب! میں بات نہیں کرتی۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔ جاوید لغاری صاحب۔ میں پھر عرض کروں گا کہ طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک list ہوتی ہے تو ہر کوئی اپنی مرضی سے چلے گا تو وہ بات نہیں ہو سکتی۔ تشریف رکھیے۔ جاوید لغاری صاحب مہربانی کر کے دو منٹ لیں۔

سینیٹر جاوید آر لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: مجھے جیسے کہنا ہے وہ ظاہر ہے، آپ کو کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، بات اب ختم ہو گئی ہے۔ مہربانی کر کے آپ بیٹھ جائیے۔ جی لغاری صاحب۔

Senator Javed R. Laghari: Pakistan has been recently been called the world's most dangerous country by the U. S. Senate Committee

on Foreign Relations. Mr. Chairman, we are again in a crisis and its a crisis that is not only of Pakistan and the region but possibly of the entire world. This crisis is because of the failed policies of General Musharraf in combating terrorism and not allowing this country to return to true democracy. No doubt the world is concerned and watching the political developments in Pakistan. Mr. Chairman, this crisis has its roots almost half a century ago.........

Mr. Chairman: Please don't interrupt, keep a voice low.

Senator Javed R. Laghari: Mlilitary first ceased power in 1958. We have seen four military dictatorships and the democracy has never really been given a chance to grow or nurture in Pakistan.

Military dictatorship is bom from the power of the gun and so it undermines the concept of the rule of law and gives birth to a culture of might, a culture of weapons, violence and intolerance. And it is this culture that breeds terrorism that we in this world are so concerned about. That is why, we have been called the most dangerous country in the world.

Mr. Chairman: Please conclude, you have one minute more.

Senator Javed R. Laghari: Mr. Chairman, structure of building blocks of democracy have been weakened, political parties have been marginalized, NGO's are dismantled, Judges are sacked and civil society is undermined. But today in this debate on foreign policy of Pakistan, I would like to tell the world, that they are wrong in their notion

, that the choice in Pakistan is between military dictatorship and religious parties. The choice for Pakistan today is actually between dictatorship and democracy. And in the choice, that we make between dictatorship and democracy, lies the outcome of the battle between the forces of extremism and the forces of moderation in Pakistan.......

(Interruption)

Mr. Chairman: Leghari sahib conclude it in half a minute please.

Senator Javed R. Laghari: One minute more, it has weakened internal law enforcement and allowed for the suppression of people's human rights. The military operation in Balochistan is an example of the brutality of the operation, the killings took place in Karachi on May 12, 48 peaceful political activists were gunned down in the streets of Karachi and not one person has been arrested for these murders and that was televised, shows the level to which the regime permits the suppression of political....

Mr. Chairman: Now, your time is over.

پری گل آغا صاحبہ - نہیں، no more time. پری آغا صاحبہ - No, no you have two minutes, we have cut it short, I cannot allow in any case, so, please sit down. Please, please, پری گل آغا صاحبہ has the floor now.

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- جس طرح میرے تمام Senators نے پاکستان کے لیے بہت اچھے طریقے سے کہا ہے اور اس خارجہ policy کے لیے کہا ہے- جناب چیئرمین صاحب! پاکستان کی خارجہ policy بہت متناسب اور وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہے- ہمیں ملک کا استحکام اور فلاح چاہیئے، ہمیں ہوشمندی اور دانشمندی سے ملک

کے بہترین مفاد میں فیصلے کرنے چاہئیں۔ پاکستان نے ہر وقت تمام فیصلے کرتے وقت دہشتگردی کے خلاف دنیا کا ساتھ دیا ہے' اس سے پاکستان کے تعلقات ساری دنیا سے بہتر ہوئے ہیں' اقتصادی امداد ملی' ملک میں ترقی ہوئی' کامیاب foreign policy کی وجہ سے ہمارے تعلقات اپنے ہمسایہ ملکوں سے اور خاص طور پر India سے بہت بہتر ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم امن پسند قوم ہیں اور امن پسند دنیا کے ساتھ ہیں۔ امید رکھتی ہوں کہ ترقی یافتہ ممالک پاکستانکی ضرورت کا زیادہ خیال کریں گے۔ جناب چیئرمین صاحب! خارجہ policy بناتے وقت Parliamentarians خاص کر ہمارے جو ممبران ہیں' ان کو اعتماد میں لینا چاہئیے' ان سے پوچھنا چاہئیے' خارجہ policy عوامی امنگوں کے مطابق ہونی چاہئیے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہماری خارجہ policy ہماری اپنی ضروریات کے تحت بنائی جانی چاہئیے اورکسی ملک سے dictation نہیں لینی چاہئیے۔ مسلم ممالک کی خارجہ policy ایک ہونی چاہئیے' سفارت خانوں کو Parliamentarians کو' صحیح طریقے سے protocol دینا چاہئیے۔ میں آخر میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں کہ ہم جتنے Parliamentarians باہر جاتے ہیں تو جناب! اس وقت میں اس لیے شور کر رہی ہوں کہ Minister صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ ہم جب باہر کی visit پر جاتے ہیں' اکثر آپ کے ساتھ جاتے ہیں تو وہاں پر جتنے پاکستانی Ambassadors ہیں' وہ اپنے پاکستانی Parliamentarians کی قدر نہیں کرتے ہیں۔ میں نے کبھی آج تک نہیں دیکھا ہے کہ کسی airport پر یا ملنے کے لیے پاکستانی Ambassadors آئے تو اس لیے ہم جب visits پر گئے' ایک سوائے ویانا کے' میں نے وہاں Ambassador کو دیکھا۔

جناب چیئرمین: نہیں' آتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب! نہیں آتے ہیں' پتا نہیں پھر آپ کے لیے آتے ہوں گے' ہمارے لیے نہیں آتے ہیں' ہم جب بھی airport پر جاتے ہیں' ان کا airport پر ایک clerk ہوتا ہے کیونکہ سب Parliamentarians کی عزت برابر ہوتی ہے' اگر ہم یہاں سے دوسرے ملک میں جاتے ہیں تو کم سے کم ہمارے پاکستانی ...Ambassadors

جناب چیئرمین: Minister صاحب سن رہے ہیں' وہ اس کو دیکھ لیں گے اور وہ

official visit پر ضرور آیا کریں۔

سینیٹر آغا پری گل: نہیں، نہیں آتے ہیں' اس لیے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ ہمارے تمام Parliamentarians کو' اکثر بےچاروں کو باہر کے ملکوں میں جانے کے لیے بہت پریشانی ہوتی ہے' Ambassador صاحب ان کو پوچھتے بھی نہیں ہیں۔ آپ یقین کریں، آپ بےشک تمام Senators سے پوچھ لیں' پتا نہیں' میرا خیال ہے کہ Minister کو بھی نہیں پوچھتے ہوں گے' اللہ جانے۔ یہ ہے کہ وہ پوچھتے نہیں ہیں' اسی لیے میں آپ سے کہتی ہوں کہ ہم تمام ممبران کی عزت برابر ہے' کم سے کم جب ہم دوسری جگہ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Foreign Minister صاحب سن رہے ہیں' اس کا ضرور پتا کریں گے۔

سینیٹر آغا پری گل: میری چار سال کی visits میں' سوائے ویانا کے Ambassador اور ہم لوگ جنیوا گئے تھے اور جنیوا کے Ambassador کو اپنے Senate کے tenure میں ابھی تک میں نے ان دو Ambassadors کو دیکھا ہے۔ میں نے باقی جتنی visits کی ہیں' کسی کو بھی نہیں دیکھا ہے۔

جناب چیئرمین: Minister صاحب سن رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: اس لیے مہربانی کر کے' میں یہ گزارش کروں گی کہ یہ بھی ہدایت کریں۔ میں دعا کروں گی کہ اللہ تعالیٰ میرے پاکستان کو سلامت رکھے۔

جناب چیئرمین: آمین۔

سینیٹر آغا پری گل: اور پروردگار میرے پاکستان پر رحم کرے کیونکہ ہم اس وقت بہت ہی نازک حالات سے گزر رہے ہیں اور تمام پاکستانیوں کو چاہئیے کہ ہم اس وقت بھائی' بھائی بہنیں' بہنیں بن کر رہیں کیونکہ اگر آج ہم خود اپنے گھر میں اپنے لوگوں کی مخالفت کریں گے تو ظاہر ہے کہ وہ جو لوگ ہیں پھر وہ ہم پر وار کریں گے۔ جس طرح سیمی صدیقی نے کہا' انہوں نے نام نہیں لیا' مگر میں نام لوں گی کہ Geo T.V والے باقاعدہ President کو اس طریقے سے دکھاتے ہیں' مجھے افسوس ہے' اس طرح نہیں ہونا چاہئیے۔جب ہم اپنے ہی صدر کے

ساتھ اس طریقے کا سلوک کریں گے تو آپ سوچیں کہ پھر باہر کے ممالک حملہ کرنے کی دھمکی کیوں نہیں دیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ اس وقت ہم بہت اچھے طریقے سے ' اتفاق سے رہیں تاکہ دشمنوں کو موقع نہ ملے۔ کسی کو جرات ہے کہ وہ پاکستان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے! یہ اسلامی ملک ہے یہاں پر کسی کو جرات نہیں کہ وہ ہم پر حملہ کرسکے۔ ہم پاکستانی قوم ابھی زندہ ہیں اور ہم اپنے ملک کے لیے لڑیں گے۔ اس لیے میں کہتی ہوں کہ تمام بہن بھائیوں کو چاہیے کہ یہ وقت ایک دوسرے کا پلو کھینچنے کا نہیں ہے۔ اس وقت پوری دنیا کے سامنے پاکستانیوں کو چاہیے کہ ایک ہو جائیں تاکہ اپنے ملک کو بچائیں' اگر ملک ہے تو ہم ہیں' ہم ہیں تو ملک ہے' ملک سے ہماری عزت ہے ورنہ ہمارا بھی وہی حشر ہوگا مہاجروں کی طرح ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔ مختصر رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (عربی) اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہود و نصارٰی آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔ ہاں جب آپ اپنا دین چھوڑ کر ان کے دین کو قبول کریں گے تو ہوسکتا ہے کہ وہ آپ سے راضی ہوجائیں ورنہ یہ آپ سے راضی نہیں ہوں گے۔ اس وقت جو کچھ ہم کر رہے ہیں' نقصان کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم لڑائی کے حق میں نہیں ہیں ۔ اسلام ہمیں خواہ مخواہ لڑائی کا درس نہیں دیتا۔ امریکہ سے ' برطانیہ سے یا دنیا کے کسی دوسرے ملک سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ جو بش کی پالیسیاں ہیں یا جو ان کے صدارتی امیدواروں نے اب تک بیانات دیے ہیں اس کے حوالے سے یا جو کچھ پاکستان پر پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں ' دھمکیاں دی جا رہی ہیں اس حوالے سے احتجاج کرنا ہمارا حق ہے۔ بش کا نام ' نفرت کا نشان بن گیا ہے کیوں کہ بش عالمی دہشت گرد ہے' بش اس وقت کا فرعون ہے 'نمرود ہے ' قارون ہے' شداد ہے 'بش کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ پوری دنیا بش سے نفرت کرتی ہے اور اس وقت جو حالات بنے ہوئے ہیں اس میں پاکستان اپنی خارجہ پالیسی کو تبدیل کرے۔ یہ کہتے ہیں ہماری امریکہ سے دوستی ہے ' آپ ضرور دوستی کریں لیکن عملی طور پر ہم امریکہ کے غلام بن چکے ہیں' ہم نے پاکستان کو امریکہ کی کالونی میں تبدیل کردیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی

خارجہ پالیسی کو تبدیل کریں اور باعزت خارجہ پالیسی بنائیں ۔ تبدیلی ضرور آئے گی کیوں کہ یہ فطرت کا قانون ہے کہ رات کی تاریکی کے بعد صبح کا سویرا نمودار ہوتا ہے۔ ظلم کی رات کے بعد انصاف کا سورج طلوع ہوتا ہے اور یہ جو حبس ہے یہ ہمیں بتلا رہا ہے کہ طوفان آئے گا ۔ خارجہ پالیسی تبدیل کریں، دوستی ، دوستی ہونی چاہیے، غلامی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ طالبان ہوں یا وانا والے یا وزیرستان والے یہ پاکستان کے دشمن نہیں یہ امریکہ کے دشمن ہیں۔ ہمیں ان کو اپنا دشمن نہیں بنانا چاہیے۔ اس پر میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں

کہ حبس اتنا بڑھ گیا ہے کہ طوفان تو آئے گا
پیاسی زمین ہے موسم بہاراں تو آئے گا
میں نے اسی لیے بھری بستی میں دی اذاں
کوئی نہ کوئی مرد مسلماں تو آئے گا
قاتل پھرے گا کوچہ و بازار میں اگر
لوگوں کو یاد خون شہیداں تو آئے گا

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : بہت شکریہ ۔ Before I ask the Foreign Minister to wind up, I may just apprise my colleagues کہ ایک طور طریقہ ہوتا ہے Houe کا، یہ یوان ہی نے بنائے ہیں ۔ procedures نام ایک وقت تک آتے ہیں ، اس کے بعد منصوبہ بندی کرکے اجلاس چلایا جاتا ہے۔اس طرح ہر وقت نام آتے رہیں گے تو کیسے accommodate کرسکیں گے، کیسے آپ planning کرسکیں گے۔جو بعد میں آتے ہیں ، یہ سن کر ہماری عادت ہے کہ ہم اپنی تقریر سناتے ہیں دوسروں کی نہیں سنتے کیوں کہ ہم نے سنا نہیں ہے تو ہم وہی چیز دہرانے لگ جاتے ہیں۔ یہ قطعی نہیں کہ بیٹھ کر دوسروں کو بھی سنیںتاکہ جب آپ بول رہے ہوں تو وہ چیز بولیں جو پہلے نہیں بولی جاسکی۔یہ ایک بڑی بنیادی بات ہے اور جو آپ نے کرنا ہے اگر پہلے coordinate کرلیں اور efforts کریں کیوں کہ اس طرح اگر کھلا رہے گا تو کیسے سلسلہ چلے گا۔ یہ Rules آپ ہی کے House نے بڑی تحقیق

کرکے بنائے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ اس کا ایک norm ہے اسی حساب سے بنائے ہیں۔ جو ہم accommodate کرسکتے ہیں بالکل کریں گے لیکن آخر میں جا کر یہ ہوتا ہے چونکہ چیزیں بولی جاچکی ہیں ، وقت کم ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اپنے party Leadership سے آپ رابطہ کریں کہ جب کوئی دوسرا topic ہو اس پر آپ کو پہلے بولنے کا موقع دیں تاکہ آپ زیادہ بول سکیں۔ یہ ایک rotation ہونی چاہیے تو اس حساب سے efforts کریں coordination کریں اور یہ ساری ذمہ داری Chair کی نہیں۔ آپ سب کی بھی ہے۔

Mr. Kasuri would you like to wind up now please.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر آپ وقت پر نام دے دیتے تو ضرور وقت دیتے۔ کمیلی صاحب بھی اگر وقت پر نام دیتے تو ضرور وقت دیتے ۔ آئندہ وقت پر آنے سے بالکل آپ کو موقع دیں گے ۔ جی قصوری صاحب ۔

جناب خورشید محمود قصوری (وفاقی وزیر برائے امور خارجہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب چیئرمین ! میں سب سے پہلے تو معزز ارکان ایوان بالا کا تہہ دل سےمشکور ہوں کہ انہوں نے جو تقاریر کیں اس سےہمیں موقع ملا کہ ہم ان کے خیالات سے آگاہ ہوں ۔ ویسے بھی انکے بیانات اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن میں نے حتیٰ الامکان کوشش کی ان کے notes بھی لئے ۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا خاص طور پر لیڈر آف دی اپوزیشن جناب رضا ربانی، پروفیسرخورشید احمد پارلیمانی لیڈر ایم ایم اے ، ایس ایم ظفر اور جناب میمن صاحب کی تقاریر کے دورانمیں House ہی میں تھا، وہ سنی تھیں۔ میں compliment کروں گا level of debate کو by and large لیکن مجھے اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ جو آج بحث ہو رہی ہے۔ اس کا ایک خاص پس منظر ہے۔پس منظر ، کچھ بیانات آئے ہیں امریکہ کی طرف سے اور خاص طور پر ایک Republican candidate Tom Tencredo جس نے بہت ، میں تو کہوں گا کہ " پاگل پن" کا اظہار کیا ہے اور میرے پاس الفاظ نہیں ۔ اس کے الفاظ کے جواب میں ، میں اس کو جتانا چاہتاہوں کہ دلآزاری صرف اس نے پاکستانیوں کی نہیں کی ، بلکہ ملت اسلامیہ کی کی ہے اور مکہ،

مدینہ کاجو دفاع ہے اس کے دفاع کی ذمہ داری صرف سعودی عرب کی نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا کی ذمہ داری ہے ۔ تو مجھے پتا ہے کہ آج جو ہیجانی کیفیت ہے وہ ہمارے ملک میں ہے ۔ حالانکہ اس کی اپنے ملک میں کوئی حیثیت نہیں ۔ اس کو State Department نے اس کی جو utterings ہیں ۔ اس کی جو بکواس ہے ۔ اسے crazy کہا ہے ۔ جو عام طور پر State Department کسی بھی اپنے elected member کے بارے میں نہیں کہتا ۔ لیکن انہوں نے لفظ " Crazy " استعمال کیا۔ اور اسی طرح میں سمجھتا ہوں اوباما کے جو بیانات آئے ہیں۔ وہ بھی انتہائی غیرذمہ دارانہ ہیں۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ ہیلری کلنٹن نے جو اس جگہ موجود تھیں انہوں نے وہیں اس کو جواب دیا۔

جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم صرف خارجہ پالیسی ' یہ ظفر صاحب بیٹھے ہیں۔ انہوں نے دو تین باتیں کہی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے بہت پتے کی باتیں کی ہیں۔ انہوں نے کہا emotion is least involved in foreign policy جذباتیت کا نسبتاً کم اثر ہوتا ہے خارجہ پالیسی پر ' کیوں ؟ It is involved with the protection of national interest, which is supreme.

نمبر۲۔ انہوں نے جو دو تین باتیں کی تھیں میں نے نوٹ کی ہیں۔ Foreign Policy ultimately dependent ہوتی ہے internal strength and cohesion پر اور وہ اس چیز کا reflection ہوتا ہے اور تیسرا یہ جناب ! Nuclear Assets ہیں ۔ attack کرنا تو بہت آسان ہے ۔ یہ اگر خارجہ پالیسی کامیاب نہ ہوئی ہوتی تو آپ Nuclear Power نہ ہوتے اور اس کے بعد preserve نہ کرتے ۔ یہ مختلف regime میں کیا گیا ہے اور آپ نے آج بہت اچھے کلمات Foreign Office کے افسران کے بارے میں کہے میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں آپ کو عرض کروں گا کہ Foreign Office نے جس محنت سے کام کیا ہے۔ میں حیران ہوگیا چونکہ جب کوئی وزیر ہوتا ہے تو وہ کھل کر کتاب نہیں لکھ سکتا ہے اور نہ ہی کھل کر بات کرسکتا ہے۔میں ایک نٹورسنگھ سابق وزیر خارجہ ہندوستان کا مضمون پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ یہ ایک حیرت کی بات ہے کہ پاکستان کی foreign service نے کس طرح سے پچھلے بچاس سال میں اپنے قومی مفادات ' کشمیر اور ان کا تحفظ کیا ہے۔حالانکہ ہندوستان کا سائز' حجم اور طاقت اگر

دیکھیں ۔ لیکن انہوں نے پوری کوشش کی کہ جس حد تک ممکن ہو برابری کی بنیاد پر، بھارت سے وہ اپنی بات کریں۔

جناب والا! ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی کا مقصد قومی مفادات کی حفاظت کرنا ہے۔ یہ ٹھیک ہے اور قومی مفادات کو preserve کیا جائے گا۔ لیکن یہ بات میں بالکل بانگ دہل کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی بڑی سے بڑی طاقت ہو۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس کے سامنے زمین پر لیٹا جائے۔ یہ بالکل نہیں ہوگا اور جہاں پاکستان کا قومی مفاد اس کا دفاع کیا جائے گا لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ خارجہ پالیسی کا فلسفہ ہو دما دم مست قلندر یعنی جو ہوتا ہے ہو جائے، ہمیں کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ نہیں، ہر گز نہیں۔ یہ جوش اور ہوش کا امتزاج ہونا چاہیے کہ فہم، تدبر اور جرات پر خارجہ پالیسی مبنی ہوگی، وہی اس کی عکاسی کر سکے گی۔ پھر کرنا کیا چاہیے۔ فہم اور تدبر کا ساتھ اور ہاتھ نہیں چھوڑنا چاہیے لیکن ایک چیز میں بتا دینا چاہتا ہوں اس ایوان بالا میں آپ کی وساطت سے جناب والا! یہ ٹھیک ہے کہ ہم لوگ اتنی کھل کر بات نہیں کر سکتے جتنے کئی ہمارے ممبران دونوں sides پر بات کر سکتے ہیں لیکن یہ بات بتا دوں کہ جن جن لوگوں کو پتا نہ تھا ان کو ہم نے بتا دیا ہے اور وہی ریفرنس میری تقریر کا ایک معزز رکن اپوزیشن نے quote کیا تھا۔ اس نے ذرا مختلف بات کی۔ میرا یہ انٹرویو تھا۔ میں آج آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جو بھی ممالک concerned ہیں، متعلقہ ممالک کو اب بالکل غیر مبہم الفاظ میں اپنی read lines سے آگاہ کیا ہے۔ اس پر کوئی compromise نہیں ہوگا جو بھی ہماری read lines ہیں۔

جناب والا! جہاں تک Tom Tancredo کا ہے۔ صرف کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ وہ پاگل پن پر مبنی بکواس کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں ایسے قوانین موجود ہیں جو اس کا نوٹس لیں مثلاً میں اپیل کرتا ہوں یورپ اور امریکہ سے کہ جس قسم کے قوانین انہوں نے holocaust پر بنائے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا recently بہت بین الاقوامی شہرت یافتہ historian تاریخ دان ہیں David Owing ان کو آسٹریا میں گرفتار کیا گیا اور ان پر مقدمہ چلایا گیا holocaust denial کی بنیاد پر۔ تو جب ہم globalization کی بات کرتے ہیں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ کیا globalization کا مطلب مادر پدر آزاد معاشرہ

ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کے جذبات سے آپ اس طرح کھیل سکتے ہیں۔ بالکل نہیں۔ اگر آپ کے globalization کا مقصد بین الاقوامی امن ہے تو اس میں اس کا کچھ طور طریقہ ہونا چاہیے اور اگر آپ نے قانون بنایا ہے hollowcaust denial کا تو جو مسلمانوں کے یا دیگر مذاہب کے پیروکار ہیں، ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بات ہونی چاہیے اور ہم نے OIC میں اس بات کو اٹھایا ہے اور مزید اٹھائیں گے کہ وہ United Nations میں اس سلسلے میں کاوشیں کریں۔ حکومت پاکستان ان OIC کی کوششوں کی مکمل تائید کرے گی۔

جناب والا! آج کی میری تقریر کا مقصد ہے کہ جو ہمارے معزز اراکین ہیں۔ جو انہوں نے تنقید کی ہے یا جو انہوں نے تجاویز دی ہیں ان کا احاطہ کروں۔ پھر جو debate ہے جس کی بنیاد پر ۵،۶ نکات ہیں جو debate کی جا رہی ہیں اس کا جواب دینے کی میں کوشش کروں۔ یہ بہت اہم فورم ہے۔ اس کے ذریعے ساری قوم کو نہیں بین الاقوامی طور پر پاکستانی قوم کی آواز جاتی ہے۔ اس لئے میری کوشش ہوگی کہ کھری سے کھری تنقید جو کی گئی ہے اس کا میں جواب دے دوں۔ یہ نہیں ممکن اور یہ دو بھائیوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ ایک چیز پر agree کر جائیں۔ ہر چیز پر مفاہمت ہو لیکن سمجھنے میں ضرور آسانی ہو جاتی ہے۔ تو یہ میری آج کوشش ہوگی کہ آپ نے جو مجھے موقع دیا ہے کہ میں اس کو wind up کروں۔ ہمارے بھائیوں نے جو تنقید کی ہے، تجاویز دی ہیں۔ ہمارے بھائیوں اور بہنوں نے جو تجاویز دی ہیں میں ان کا احاطہ کروں اور جواب دوں اور debate کے جو بنیادی نکات ہیں ان پر بات کروں۔ تو میری کوشش یہ ہوگی کہ کسی چیز کو under the carpet جیسا کہ ہوتا ہے کہ کھسکا کے ہلا دینا، چھپا دینا، مجھے کیا ضرورت ہے۔ میں بھی آپ کی طرح elected ہوں۔ میرے بھی وہی جذبات ہیں اور اگر جذبے کا اظہار کرنا ہو۔ آج اگر میں جذباتی تقریر کروں تو میرے اپنے حلقے میں ۲۰ ہزار ووٹ بڑھ جائیں گے۔ لیکن میں پاکستان کے قومی مفادات کی بنیاد پر اپنی انتخابی سیاست نہیں چمکا سکتا۔ جناب والا! مجھے پورا علم ہے کہ آج قوم کے کیا جذبات ہیں۔ مثلاً لوگوں نے جو اعتراضات کئے ہیں۔ میں آپ کو گنوانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کی کوئی independent خارجہ پالیسی نہیں۔ جو امریکہ کا حکم ہوتا ہے اس پر ہم عملدرآمد کرتے ہیں۔ نمبر ۲، خارجہ پالیسی فیل ہو چکی ہے۔ ہمارے

اپنے دوست ممالک یا ہمسائے ہیں۔ ان سے ہمارے تعلقات پہلے کی نسبت lukewarm ہو گئے ہیں یا تنزلی کی طرف اس وقت ان کا رخ ہے۔ پھر یہ کہ پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر extremism یا دہشت گردی کے issue سے علیحٰدہ ہو جانا چاہیے۔ یہ کہ OIC کو مزید effective کرنا چاہیے۔ کچھ دوستوں نے یہ بھی کہا کہ خارجہ پالیسی، Foreign Office میں نہیں بلکہ کہیں اور بنائی جاتی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ ان سب کا ضرور جواب دوں۔ اس پر پہلو تہی مناسب نہیں ہے۔ اب جناب والا! یہ بھی کہا گیا کہ پارلیمنٹ کو ضرور confidence میں لینا چاہیے۔ باقی چیزوں پر بات کرنے سے پہلے، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہاں جو Foreign Affairs Committee کے ممبران بیٹھے ہیں، میں دعوے سے کہتا ہوں مشاہد حسین صاحب جو چیئرمین ہیں یا ڈاکٹر فاروق ستار، نیشنل اسمبلی کے جو Foreign Affairs Committee کے چیئرمین ہیں، ایک دفعہ پانچ سال میں نہیں ہوا، دعوے سے کہتا ہوں، ایک دفعہ نہیں ہوا کہ مجھے وہ فون کریں کہ آپ brief کریں اور میں کہوں کہ جی میں فلاں کو بھیجوں گا، میں خود ہمیشہ گیا ہوں اور پروفیسر خورشید صاحب بیٹھے ہیں، پانچ پانچ گھنٹے in camera briefing دی ہے۔ Parliamentary system میں ایک طریقہ کار یہ ہے کہ Parliament کو confidence میں لینا ہوتا ہے کہ Parliamentary Committees سے بات چیت کی جائے۔ جناب! پانچ پانچ گھنٹے، ایک دو گھنٹے نہیں، ہر قسم کی سیر حاصل بات چیت ہوئی اور جو بھی بات چیت تھی ان کی سنی، کوشش کی کہ اس کا جواب دوں تو پارلیمنٹ کو، سینیٹ ہو یا نیشنل اسمبلی ہو پچھلے پانچ سال میں پوری کوشش کی ہے --- ایک suggestion سینیٹر نثار میمن کی طرف سے آیا تھا کہ جناب Foreign Minister کو سینیٹ میں statement دینی چاہیے لیکن اچھی proposal ہے، میں تو بالکل حاضر ہوں، پتا نہیں اگلی دفعہ کون وزیر خارجہ ہو گا، جو بھی ہو گا اس کو یہ کرنا چاہیے۔ بہر حال مجھے جب کہیں گے میں حاضر ہوں کیونکہ یہ کوئی چھپانے کی بات نہیں، یہ ہمارا مشترکہ مفاد ہے، صرف حکومت کا مفاد تو نہیں ہے۔

If there is some issue which invites a call and national interest is obviously one of them. There can be a difference in interpretation of national interest and we should accommodate each other to that extent.

بحث کس بات پر ہو رہی ہے' میں اب اس بات کا احاطہ کروں گا جو کی گئی' پھر امریکی صدارتی امیدواران کے بیانات' انڈیا کے ساتھ civil ایٹمی معاہدہ' پاکستان میں مداخلت کی دھمکی' پاکستان کی front line state کی حیثیت' امریکہ کا پاکستان کی امداد کے لیے قانون میں دوہرا معیار۔ میرے لیے ایک مشکل ہے اور وہ یہ ہے کہ میرا multiple audience ہے۔ پاکستان کے عوام' بین الاقوامی برادری' مجھے سوچ سمجھ کر بات کرنی پڑتی ہے' اس کا اثر پاکستان کی trade پر' پاکستان کے defence پر' ہماری اور جو مختلف ترجیحات ہیں اس پر منفی اثر پڑ سکتا ہے اگر غیر ذمہ دارانہ گفتگو کی جائے، لیکن میں کوشش کروں گا کہ جتنی بات کی ہے اس کا میں ضرور جواب دوں۔ Multiple audience میں جناب والا! ایک چیز یہ ہے کہ ہمارے ملک میں یہ کہا جا رہا ہے اور میں نے بھی یہ کہا بلکہ باہر سے ہی آواز آتی ہے' تکرار آتی ہے do more اور اندرونی طور پر ہم کہتے ہیں .we have done enough ایک دفعہ نہیں' کئی مرتبہ میں نے کہا ہے اور آپ لوگ جو بھی بین الاقوامی پروگرام دیکھ لیں کہیں' پاکستان میں نہیں' ہمارا یہی موقف ہے لیکن یہ ایک دو نہیں multiple audiences ہیں اور مختلف قسم کے بین الاقوامی pressures ہیں اور اندرون ملک خارجہ پالیسی کے مقاصد کیا ہوتے ہیں' پہلے ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے۔ جناب! میں آپ کو بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ جتنی active foreign policy پانچ سال میں رہی' جتنے دورے صدور' وزراء اعظم' وزراء خارجہ اور دیگر وزرا کے پاکستان میں پانچ سال میں ہوئے ہیں' ایک historic eve ہے۔ یہ جو ایک active engagement ہے' اس کا کیا مقصد ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے خلاف ---- پھر جب ہم باہر جاتے ہیں تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو ہمارے خلاف ایک تکرار ہے propaganda ہے' اس کو آپ فوری طور پر جواب دیں کیونکہ آپ کی وکالت کوئی اور نہیں کرتا سوائے آپ کے اپنے اور جو بین الاقوامی برادری کے اسلام آباد اور پاکستان کے جو دورے ہیں' وہ پاکستان کی اہمیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ آپ delegations lead کرتے ہیں اور آپ کو Ambassadors ہی receive کرتے ہیں اور Ambassadors ہی آپ کو look after کرتے ہیں۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ جب باہر جاتے ہیں تو کسی کے پاس وقت free نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جو پاکستان آتے ہیں' اگر کوئی Head of state, Head of Government, یا کوئی Foreign Minister آئے۔ روس کا آئے' چین کا

آئے، امریکہ کا، برطانیہ کا، فرانس کا، جرمنی کا، سعودی عرب کا کوئی بھی آئے ان کے بڑے tight time table ہوتے ہیں۔ وہ سیر سپاٹے کے لیے اسلام آباد نہیں آتے۔ گرمی میں اسلام آباد کا دورہ سیر سپاٹے کے لیے نہیں کرتے۔ جب گرمی میں آئیں تو مری کا دورہ نہیں کرتے۔ اگر وہ پاکستان آتے ہیں تو پاکستان کی اہمیت کے پیش نظر آتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ملک کے مفادات خواہ چین ہو، امریکہ ہو، برطانیہ ہو، سعودی عرب ہو بہتر طریقے سے آگے بڑھیں، اگر وہ پاکستان سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ ہماری جو active engagements کی پالیسی ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک تو اپنے ہمسایوں سے اچھے تعلقات استوار کیے جائیں۔ پھر جو دنیا کی بڑی طاقتیں ہیں، صرف امریکہ نہیں۔ امریکہ بہرحال، super-power ہے۔ اسلامی دنیا سے، چین سے، روس سے، EU سے، Russia سے، جاپان سے، East Asia سے اور جہاں ہماری پہلے reach نہیں تھی، ان سے بھی ہماری حکومت نے تعلقات قائم کیے، Latin America, Australia, New Zealand, Africa ان تمام جگہوں پر ہماری reach بڑھ رہی ہے تو میں کوشش کروں گا کہ آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ اس کا کیا نتیجہ ہے اور وہ کیسے کیا جا رہا ہے؟

ایک جو تکرار سے اعتراض کیا گیا سب سے پہلے تو اسی کو deal کرنا چاہیے۔ جناب complete answer انسان کے لیے ممکن نہیں کہ ہر چیز کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ صرف بیوقوف آدمی یہ سمجھتا ہے کہ تقریر جھاڑ کے وہ سب کو اپنی طرف کر لے گا۔ تقریر کا مقصد، پالیسی کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھ سکیں کہ کیوں ایک ایسی پالیسی اپنائی جا رہی ہے جو کہ دیکھنے میں شاید اتنی popular نہ ہو۔ کیا اس حکومت نے یہ پہلی دفعہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں نواز شریف کا دور آپ دیکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں انہوں نے بالکل صحیح فیصلہ کیا تھا۔ پہلی عراقی جنگ جب ہوئی، آپ کو یاد ہوگا کہ streets میں agitation ہو رہی تھی لیکن میاں صاحب نے پاکستانی مفاد میں فیصلہ کیا اور درست کیا کہ انہوں نے اپنی فوج سعودی عرب کے دفاع کے لیے بھیجی۔ خطرہ تھا کہ صدام حسین کی طرف سے حملہ نہ ہو۔ حکومتیں فیصلہ کرتی ہیں۔ کیا یہ صرف پاکستان کی حکومت ہی ایسے فیصلے کرتی ہے؟ کیا بھارت کی حکومت، برطانیہ کی حکومت، فرانس کی حکومت مختلف فیصلے کرتی ہیں۔ میں ثابت کروں گا، میں نہیں کہہ

رہا کہ فیصلے صحیح تھے۔ برطانیہ میں جناب لندن، بارسلونا، روم عراق جنگ کے خلاف اتنے بڑے demonstrations ہوئے کہ سارے پاکستان میں اتنا بڑا demonstration کوئی نہیں ہوا لیکن برطانیہ کی حکومت، اٹلی کی حکومت، سپین کی حکومت سب نے فوجیں بھیج دیں۔ میں نہیں کہہ رہا کہ انہوں نے صحیح بھیجیں۔ میں صرف عرض یہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، وہ جو میں نے میاںنواز شریف کا تذکرہ کیا، اس لیے کیا کہ حکومتیں، آپ تو کہیں گے غلط فہمی میں لیکن ان کے پاس information ہوتی ہیں کہ وہ اپنے بنیادی قومی مفادات جو وہ define کرتی ہیں اور وہ اکیلی define نہیں کرتیں۔ ہر ملک میں foreign policy establishment ہوتی ہے، security establishment ہوتی ہے، میڈیا کا اس میں اہم roleہوتا ہے public کو educate کرنے میں اور جیسے جیسے media زیادہ powerful ہوگا اس کی inputبڑھتی جائے گی اور کوئی think tank اس کو ignore نہیں کر سکے گا۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ بحث جذباتی نہ ہو۔ بحث ہونی چاہیے دلائل کے ساتھ، قومی مفادات کو سامنے رکھ کے۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کئی دفعہ واقعی ایسے فیصلے کرنے پڑ جاتے ہیں کہ دیکھنے والے کو نظر آ رہے ہوں۔ بھئی سب لوگ تو کچھ اور کہہ رہے ہیں تو کیا ان کو پاگل پن کا دورہ پڑ گیا ہے کہ یہ بالکل کچھ اور کیے جا رہے ہیں۔ میں آپ کو کسی اور موقعے پر بتاؤں گا کہ ایک موقع تھا Government of Pakistan پر بڑا criticism ہوا۔ آج مناسب موقع نہیں لیکن ہم بھائی بیٹھے ہیں۔ مجھے ذکر کرنا چاہیے کہ میں ترکی گیا۔ بھائی بہنیں بیٹھی ہیں۔ میں ترکی گیا۔ ترکی کی برادر حکومت نے فیصلہ کیا کہ اسرائیل کے وزیر خارجہ سے ترکی میں ملاقات ہو۔ کیا ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ اسرائیل کے وزیر خارجہ سے ملنا پاکستان میں نہایت unpopular ہوگا۔ ہم نے کچھ بات record پر کی اور کچھ بات record پرنہیں کی اور کر نہیں سکتے۔ جب کبھی کتاب لکھوں گا اس وقت جب ایک خاص عرصہ گزر جائے گا تو بتانے کی کوشش کروں گا کہ اس دورے میں کیا قومی مفادات پیہم تھے میں اور ہم نے کیا حاصل کیا۔ تو میں عرض کر رہا ہوں کہ کئی چیزیں ہیں اور برطانیہ میں جہاں independent judiciary کی بنیاد پڑی وہاں بھی، وسیم سجاد صاحب مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پائے کے وہ قانون دان ہیں، وہاں بھی States claim کر لیتی ہیں۔ State secret اگر کوئی ہو تو عدالت میں کہتی ہیں کہ جناب ہمیں

اجازت دی جائے کہ ہم اس کا ذکر نہ کریں۔ تو کوئی وجہ ہو گی ۔ اب میں اس طرف آتا ہوں ۔ American dictates امریکہ کی طرف سے حکم آتا ہے اور ساری حکومت پاکستان با ادب' با ملاحظہ' ہو شیار ہو جاتی ہے ۔ جناب والا! اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ کیا پاکستان کے امریکہ کے ساتھ ہم نے تعلقات استوار کیے ! یہ تو قائد اعظم کے وقت سے ہیں ۔ نوابزادہ لیاقت علی خان کے وقت سے ہیں ۔ کوئی ایسا دور نہیں جب ہمارے تعلقات نہ ہوں ۔ اس کی بھی وجوہات ہیں ۔ پاکستان جن حالات میں بنا تھا ' پہلے دن سے پاکستان کے مقابلے میں جو ایک بہت بڑا ملک تھا' اس سے ہمارے مفادات کا تصادم ہوا۔ مختلف حکومتوں نے' یا تو سب کو کہہ دیں کہ غیرملکی ایجنٹ تھے' یہ تو بڑا ظلم ہو گا ۔ آپ کے اپنے ساتھ ظلم ہے کہ آپ کے اتنے بڑے بڑے قائدین پاکستان کے دشمن تھے۔ انہوں نے اس وقت کے حالات کا تجزیہ کر کے یہ کیا کہ جو ہماری primary contradiction ہے Life میں تمام contradictions resolve نہیں کی جا سکتیں ۔ Primary contradiction کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے کچھ فیصلے کیے ۔ اب وہ ایسے نظر آ رہا ہے' خواہ وہ cold war کا period ہو ' خواہ وہ افغانستان کا جہاد ہو' خواہ 9/11 ہو ' امریکہ اور پاکستان ایک دوسرے کے قریب مختلف ادوار میں رہے ہیں ۔ دونوں کی شاید ضرورت ہے' اس لیے رہے ہیں اور تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! یہ میں ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا ہم اپنے قومی مفادات کو sacrifice کرتے ہیں ؟ جیسے ہمارے معزز ارکان کی رائے نظر آتی ہے ' خاص طور پر اپوزیشن کے بھائیوں کی ۔ میں آپ کے سامنے بیان کروں گا ایسے اہم مواقع جو امریکہ کی خارجہ پالیسی کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے تھے اور حکومت پاکستان نے خم ٹھونک کر کہا کہ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں اور میں آپ کو گنواؤں گا ۔ پہلی بات تو جناب یہ ہے کہ عراق کی جنگ کے موقع پر کیا آپ کے خیال میں' پروفیسر صاحب بیٹھے ہیں' بعد میں' میں ان سے سوال کروں گا۔ انہوں نے مجھے بڑی اچھی کتاب دی ہے ۔ میں ان کا مشکور ہوں' پڑھ کر ان کو واپس کروں گا ۔ میں ایک چیز پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا عراق ' جو بھی وجوہات ہوں عراق پر حملے کے لیے ۔ صحیح یا غلط .WMD. No, WMD تو کوئی وجہ ہو گی جو حملہ ہوا ۔ ان کے قومی مفاد میں ۔ تو کوئی تو وجہ ہو گی نا ۔ اتنا کچھ تو انہوں نے داؤ پر لگا دیا ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کی خارجہ پالیسی میں

کلیدی حیثیت تھی عراق پر حملے کی، کوئی چھوٹی موٹی بات نہیں تھی ۔ چلو come to visit us, let us have good time ایسی تو بات نہیں تھی کہ پاکستان کی حکومت کہتی کہ کوئی بات نہیں، اس پر ہم پہلوتہی کر لیتے ہیں، کسی اور مسئلے پر آپ کا ساتھ دے دیں گے ۔ جناب عراق کی پالیسی میں، جب عراق کی جنگ ہو رہی تھی، پاکستان سکیورٹی کونسل کا ممبر تھا ۔ آپ جناب حیران ہوں گے، آج میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، مجھے رات کے بارہ بارہ بجے، اب کچھ وقت ہو گیا ہے تو میں بتا سکتا ہوں، اسلام آباد میں فون آئے کچھ ملکوں کے ۔ بھئی تمہارے بارے میں تو شک ہے ۔ تم تو لیٹ گئے ۔ تم لیٹ گئے تو ہم بھی لیٹ گئے ۔ میں نے کہا نہ ہم لیٹے ہیں نہ تم لیٹنا ۔ نتیجہ، سکیورٹی کونسل میں نہیں پاس ہوا ۔ کیا امریکہ کے لیے عراق کی جنگ important نہیں تھی ؟ تھی ۔ کیا امریکہ نہیں چاہتا تھا یا ان کی مدد نہ ہوتی اگر ہم فوج بھیج دیتے؟ بھائیوں نے تو یہ خبر اڑائی کہ پاکستان کی فوج جا رہی ہے ۔ I.D.Card آ گئے ہیں ۔ blood test ہو گئے ہیں ۔ لوگ سفارشیں کروا کر بھرتی ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ جناب ہمیں عراق بھیج دیا جائے ۔ فوج گئی؟ نہیں گئی ۔ تو کوئی تو وجہ ہو گی نا جی ؟ ایک تو اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ عراق میں حملے کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی امریکہ کی نظر میں ۔ اس لیے پاکستان جو مرضی کرتا، ان کی صحت پر کوئی خاص اثر نہیں تھا ۔ نہیں جناب بہت کلیدی اہمیت تھی لیکن حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا کہ وہ عراق پر حملے میں شامل نہیں ہو گی اور اس کی ڈٹ کر مخالفت کی اور ہم نے ڈٹ کر مخالفت کی ۔ دو دفعہ اس وقت مجھے اپنے ووٹروں کی وجہ سے یہ عزت بخشی کہ ممبر تھا، فارن منسٹر تھا، میں نے سکیورٹی کونسل میں preside کیا ۔ مجھے پتا ہے کہ کس قسم کا پریشر امریکہ ڈال رہا تھا، جرمنی پر، فرانس پر ۔ پاکستان تو اتنا مضبوط ملک نہیں تھا، جتنا جرمنی اور فرانس تھے اور جناب جب دوسرا resolution آیا تو جرمنی اور فرانس نے اپنی پالیسی بدل دی، جو مخالفت کر رہے تھے تو یہ کچھ زمینی حقائق تھے اس وقت لیکن پاکستان ڈٹا رہا ۔ پھر جناب آپ دل کو ٹٹولیں ۔ پروفیسر صاحب بھی بیٹھے ہیں، ہمارے دوسرے ایم ایم اے کے بھائی اور بہنیں تشریف فرما ہیں، دل کو ٹٹول کر کہیں، کیا ایران امریکہ کی خارجہ پالیسی میں اہم نہیں ہے؟ کیا اس کی کوئی حیثیت نہیں؟ جناب ! آپ کیسے یہ کہیں گے ۔ آپ دیکھ لیں اس کی کیا حیثیت ہے ۔ کیا حکومت پاکستان نے ایران سے پالیسی بدل لی؟ کیا حکومت پاکستان

نے یہ کہہ دیا کہ انڈیا، پاکستان، ایران gas pipeline نہیں بنے گی؟ کیا حکومت پاکستان نے کہہ دیا کہ ایران پر حملہ کر دو؟ جناب والا! پاکستان نے تین سال کوشش کی ہے active engagement with European Union, United States and Iran کہ ایران پر حملہ نہ ہو۔ ہم حملے کے خلاف ہیں لیکن ہماری پالیسی ہے Iran is a signatory to NPT. She is entitled to right and also to fulfil obligation. اور ہم نے ایران پر حملے کی مخالفت کی۔ جناب والا! بڑے بڑے ملک تھے، ان کی nonalignment کی، independence کی بڑی تاریخ تھی، بڑے بڑے ملک تھے وہ Vienna میں الٹ پڑے تو آپ کا خیال ہے کہ وہ چھوٹی بات تھی۔ میں پروفیسر خورشید صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ چھوٹی بات تھی؟ بڑے بڑے ملک دھڑام سے لڑھک گئے، زمین پر گر پڑے۔ کیا پاکستان گرا؟ نہیں گرا، کھڑا رہا۔ ہم نے ووٹ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

پھر جناب! جہاں ہم نے وہ پالیسی اپنائی جو ہمیں suit کرتی ہے، امریکہ کو نہیں۔ جب میں پروفیسر خورشید صاحب کا ذکر کر رہا ہوں تو مجھے رضا ربانی صاحب، قائد حزب اختلاف کو خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ انہوں نے مکمل طور پر خارجہ پالیسی کی support کی ہے۔ I wish, he had been here کچھ مین میخ نکالنا ان کا پورا حق ہے، انہوں نے کچھ ifs and buts ضرور کیں لیکن انہوں نے زبردست فلسفیانہ فارن پالیسی کا defence کیا کہ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، وہ اگر یہاں موجود ہوتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

پھر ایک اور بات آپ کے سامنے ہے WMD proliferation پر United Nations میں nonstate actors پر convention ہوا۔ ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا، دنیا کا ہر وزیر خارجہ مجھے فون کر رہا تھا کہ یار اس میں ہماری مدد کرو، تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔

Pakistan should support because it is one of the seven nuclear powers in the world. We are not one sir, there are 199 member states of the United Nations but only 7 nuclear powers.

وہاں آپ کی support کی ضرورت تو ہوگی، ہم نے support نہیں کیا جب تک ہمارے قومی مفادات پوری طرح سے

WMD proliferation by nonstate actors draft resolution on U.N. Security Council, I will repeat it in English for the media. WMD proliferation by nonstate actors draft resolution on UN Security Council

میں ریکارڈ سے بات کرنا چاہتا ہوں، میں نے اردو میں بات کی تھی کہ ذرا مشکل تھا، انگریزی میں اس کا title ہے، ہم نے نہیں کیا جب تک پاکستان کے قومی مفادات کو مدنظر رکھ کر اس کی language تبدیل نہیں کی گئی۔ میں details میں جا سکتا تھا، نہیں جاؤں گا۔

پھر جناب والا! United Nations context میں ایک اور comprehensive convention against terrorism ہم نے OIC کے ساتھ مل کر یہ کام کیا کہ state terrorism کو بھی کھلی چھٹی نہیں ملنی چاہیے اور جناب ابھی تک یہ پاس نہیں ہو سکا۔ جب تک they do not take into account the legitimate struggle of people under occupation and domination. This must not be equated with terrorism تو

جناب! یہ امریکہ کے لیے بڑی important ویاناکے لیے جو کہہ رہے ہیں کہ امریکہ حکم دیتا ہے، یہاں Foreign Office salute مار دیتا ہے ۔ مجھے پتا ہے جناب! فارن آفس کے بندے صبح ویانا میں ہوں، جینیوا میں ہوں، نیویارک میں ہوں، مجھ سے بات کرتے ہیں، ان کے تار آتے ہیں۔ مجھے پتا ہے ان پر کیا دباؤ ہے، کوئی فارن آفس کا بندہ چاہے political ہو یا افسران ہوں، جو اس لابی میں بیٹھے ہیں ایک بندہ Pakistani national interest کو compromise کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

پھر جناب آپ کا کیا خیال ہے کہ اسرائیل نے جو لبنان پر حملہ کیا تھا۔ وہ کم اہمیت کا حامل تھا! اس کے کیا مقاصد تھے، ساری دنیا میں چھپن اسلامی ملک ہیں، جب لبنان پر بمباری ہو رہی تھی تو صرف دو وزرائے خارجہ گئے تھے ایک میں اور دوسرا ملائشیا کا، تو کوئی تو وجہ ہوگی کہ میں گیا۔ جناب والا! جس دن میں یہاں سے گیا تو بمباری ہو رہی تھی، مجھے کہا گیا کہ road سے نہ جاؤ، road سے گئے تو مارے جاؤ گے، کوئی پتا نہیں کیا ہوگا، traffic jam میں پھنس جاؤ گے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ ہوائی جہاز سے جانے کا کیا طریقہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل سے اجازت لے لیں تو آپ کا ہوائی جہاز land کر جائے گا۔ میں نے کہا میں اجازت نہیں لوں

گا۔ موٹر میں گیا، میں نے دمشق سے بیروت تک کا آٹھ گھنٹے کا سفر کیا اور total traffic jam تھا، میں پھر بھی گیا۔ میں کس لیے گیا؟ کیا میرا مقصد امریکہ کو support کرنا تھا؟ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر، جب وہاں بم پڑ رہے تھے۔ کتنے لوگ گئے تھے؟ میں تو آپ سے اسلامی دنیا کی بات کر رہا ہوں۔ کتنے وزراء خارجہ گئے تھے جب وہاں حملہ ہو رہا تھا تو کیا ہم امریکہ کو خوش کرنے کے لیے فلسطین گئے تھے۔ پروفیسر خورشید صاحب بیٹھے ہیں،

I wish Raza Rabbani be here, I would have addressed him.

ابھی بڑے زبردست معرکتہ لآراء اختلافات ہیں فتح اور حماس میں۔ ہیں یا نہیں؟ کتنے ممالک ہیں جنہوں نے حماس کے وزیر خارجہ کو دعوت دی کہ پاکستان آؤ؟ ہم نے دی۔ کیا یہ چھوٹی بات ہے؟ کیا امریکہ کے کہنے پر بلایا تھا حماس کے وزیر خارجہ کو؟ کیا انہوں نے ہمیں کہا تھا کہ اس کو دعوت دو؟ میں یہ آپ کو بتا رہا تھا کہ یہ کچھ موقعے ہیں، اس سے بہت زیادہ لمبی list ہے۔ اگر آپ مجھے پانچ گھنٹے دیں، میں تقریر کرتا رہا ہوں گا، میں آپ کو گنواتا رہوں گا لیکن بات کیا تھی کہ ہم نے یہ کہا کہ نہیں حماس کو ہم بلائیں گے۔ یہ اسی بات کی تو عکاسی کر رہی ہے۔ لہذا کچھ کھلے دل سے سوچیں۔ جب تنقید کرتے ہیں تو اقرار بھی کیا کریں جہاں کوئی stand لے رہا ہے تاکہ Foreign Office کی ہمت بڑھے۔ اگر آپ صرف اعتراض برائے اعتراض کرتے رہیں گے تو لوگ کہیں گے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے ہم جو مرضی آئے کریں انہوں نے تو اعتراض ہی کرنا ہے۔ میں اور بہت سی چیزیں بتا سکتا ہوں۔ ہاں اس کا کیا مطلب ہے کہ ہم امریکہ سے دشمنی کر لیں۔ قطعاً نہیں، ہم کوئی پاگل ہیں۔ نہ امریکہ کے سامنے لیٹنا ہے اور نہ یہ دشمنی برائے دشمنی ہے۔ اگر امریکہ غلط بات کرے گا تو ہم بالکل مخالفت کریں گے۔ اگر ہمارے قومی مفادات serve ہو رہے ہیں کچھ areas میں، جس کو میں نے کہا Governments take decisions which could not be explained at that time تو ہم اپنے قومی مفادات کو آگے بڑھائیں گے۔ یہ بھی ہمیں ماننا پڑے گا کہ امریکہ نے جو مدد کی ہے، کئی لوگ بڑی حقارت سے کہتے ہیں کہ یار چھوڑو دفع کرو اس کو۔ یہ ان کے منہ پر مار دو کچھ دوستوں نے کہا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ صرف 3 billion والی بات نہیں ہے، اس سے جو confidence آپ کی business community میں آیا ہے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ پاکستان کی

economy جس طرح boom کر رہی ہے۔ ہماری جو support ہو رہی ہے، economic, technological, educational advancement, investment, industrial infrastructure, most important vital defence needes. اگر ہماری یہ demands پوری نہ ہو رہی ہوں تو ہم کیوں کریں۔ پھر ایک اور بات ہے، امریکہ سے، کٹی، کرنے کے لیے تو کسی نے نہیں کہا لیکن اگر، کٹی، کرنا مقصد ہو تو امریکہ کیونکہ سپر پاور ہے اس کا ساری دنیا سے آپ کے تعلق پر اثر پڑے گا۔ یورپ سے پڑے گا، یوروپین یونین میں اس وقت جناب والا! 27 ممالک ہیں اور میرے خیال میں دنیا کا GDP 80% امریکہ اور یورپی یونین کا ہوگا۔ آپ کی trade پر جو بھی اثر ہوگا وہ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

پھر جناب! F-16 ایک زمانے میں bench mark بن گیا تھا کہ F-16 ہمیں دو گے تو دوستی ہے، اگر نہیں دو گے تو نہیں ہے۔ ہم F-16 لیں گے اگر ہماری مرضی ہوگی۔ ہمیں offer کی گئی ہے اور بہترین قسم کے F-16s offer کیے گئے ہیں۔

پھر جناب زلزلہ آیا۔ دنیا میں دو ممالک ایسے تھے جنہوں نے اس crisis میں پاکستان کی بہت مدد کی۔ ان میں ایک امریکہ اور ایک سعودی عرب ہے۔ ایسی ایسی جگہوں پر امریکہ کے ہیلی کاپٹر گئے ہیں، ہمارے دیہات میں غریب لوگ جہاں ہیلی کاپٹر اگر نہ جاتے تو کیا ہوتا، ویسے تو اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت کا مالک ہے لیکن اس کا اثر پڑتا اور فرق بھی پڑتا ہے۔

ایک اور بھی misperception ہے کہ جو بھی terrorism میں ہم کر رہے ہیں وہ تو جی امریکہ کے pressure میں ہی کر رہے ہیں، باقی چیزیں نہیں صرف terrorism میں۔ باقی تو انہوں نے گنوایا تھا کہ Foreign Policy میں جو کر رہے ہیں ان کا حکم بجا لاتے ہیں۔ پھر terrorism میں جو کر رہے ہیں۔ جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ peace and stability, امن و امان کی ضرورت ہے پاکستان میں معیشت کے پنپنے کے لیے۔ آپ کی جناب والا! 165 سے 170 million آبادی ہے، اس میں 100 million لوگوں کی عمریں 18 سال سے کم ہیں، rising expectations. وہ کیا demand کرتے ہیں جناب؟ آپ کے ملک میں افرا تفری ہو جائے گی اگر آپ کی economy بیٹھ جائے۔ Standard of living, schools, hospitals, روز اخبار بھرے پڑے ہیں کہ جی کوئی اچھے سکول نہیں، کوئی اچھے ہسپتال نہیں ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ

اگر آپ کی economy بیٹھ جائے تو آپ اس کا اندازہ لگائیں کہ یہ 100 million تو وہ ہیں جن کی عمر 18 سال سے کم ہے، ہمارے بچے ہیں جن کا مستقبل ہم نے guard کرنا ہے۔ کیا پھر صرف ہمیں امریکہ ہی کہہ رہا ہے؟ کیا یہ سب کچھ امریکہ کے کہنے پر ہی ہو رہا ہے۔ ہمارے بچے جن کا مستقبل ہم نے guard کرنا ہے۔ کیا صرف ہمیں امریکہ ہی کہہ رہا ہے؟ کیا امریکہ کے ہی کہنے پر ہو رہا ہے؟ نہیں جناب! terrorism میں پیش پیش چین بھی ہے، اسلامی دنیا بھی ہے، اس میں سعودی عرب شامل ہے۔ دنیا کے تمام centers, European Union, Far East, South East Asia, جتنے بھی ہیں، ان کا ایک ہی stand ہے terrorism, extremism کے خلاف اور یہ امریکہ کے لیے نہیں کیا جا رہا۔

اب جناب والا! جو statements آئی ہیں میں اس طرف آتا ہوں۔ US Presidential candidates, military action کے بارے میں۔ میں record پر کہتا ہوں we do not accept national intelligence estimates. ہم نہیں accept کرتے۔ جب وہ کہتا ہے کہ there are safe havens in Pakistan. There are no safe havens in Pakistan. I deny it categorically, کیونکہ safe havens in Pakistan کا مطلب ہے کہ Government of Pakistan is complice, یہ ہم پر حملہ ہے، ہماری ہتک ہے۔ ہم امریکہ کا یہ الزام نہیں accept کرتے کہ یہاں safe havens ہیں۔ کوئی safe havens نہیں ہیں۔ ہاںہم مانتے ہیں کہ کچھ لوگ ہیں جو چھپے ہوئے ہیں، caves میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھاگ رہے ہیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ safe haven ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ISI مل گئی ہے، صدر مشرف دوغلی پالیسی کھیل رہے ہیں، فارن آفس دوغلی پالیسی کھیل رہا ہے۔ ایک طرف کہہ رہا ہے کہ بچو! ٹھیک ہے کرتے رہو اور دوسری طرف دو، چار بم جا کر پھینک دیے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کوئی safe havens نہیں ہیں۔ ہاں لوگ ہیں، مانتے ہیں، سمجھنے کی ضرورت ہے امریکہ کو بھی اور ہمارے ہاؤس کے ممبران کو بھی۔ ایک پس منظر ہے۔ Soviet Union کی invasion, میں اس debate میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ پھر لمبی بات ہوجائے گی۔ ہمارے کسی بھائی نے ٹھیک کہا ہے یہاں پر کہ ان کو پہلے مجاہدین کہا گیا ہے اور بعد میں ان کو terrorists کہا جا رہا ہے۔ اتنا آسان اس کا جواب نہیں ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے ہم امریکہ کو جواب دے لیتے ہیں۔

پھر جناب! میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک تعلق ہے امریکہ کے بیانات کا۔ ٹھیک ہے وہاں election campaign ہے ' یہاں پر بھی election campaign ہے۔ وہاں بھی کچھ بیانات آ رہے ہیں اور یہاں بھی کچھ بیانات آ رہے ہیں۔ میں وہ بیانات دے نہیں سکتا، ورنہ تو ووٹ میرے بھی بڑھ جائیں گے لیکن میں نے اوباما کو کہا اور اس کا انہوں نے notice لیا بعد میں باوجود اس کے کہ کچھ نہ کچھ repeat کرتا جا رہا ہے کیونکہ ہیلری کلنٹن سے اس کی اب contradiction ہے politically for democratic party nomination. جو بیانات ہیں ان کی contradiction بھی آ رہی ہے۔ مثلاً Condo Liza Rice کا record پر بیان ہے جس میں اس نے کہا کہ unilateral action نہیں کیا جائے گا پاکستان کے خلاف۔ جب ہمارے کچھ دوست اوباما کا ذکر کرتے ہیں، جن کی کوئی official position نہیں ہے تو دوسری طرف Condo Liza Rice کے بھی بیانات ہیں۔

پھر جناب! ایک اور چیز جس پر بحث ہو رہی ہے 9/11 Commission recommendation, میرے بھی بالکل وہی جذبات ہیں جو ہمارے بھائی جو دوسری طرف بیٹھے ہیں ان کے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ counter productive ہے، یہ legislation نہیں ہونی چاہیے، یہ Presslor کو remind کرتی ہے اور میں US legislators اور officials کو کہوں گا کہ ایسی policies مت اپنائیں جس سے حکومت پاکستان کے لیے مشکلات پیدا ہوں in our cooperation. یہ ہم نے ان کو privately بھی کہا ہے اور اب میں آپ کی وساطت سے کہہ رہا ہوں۔

ایک اور بات جناب! میں عرض کرنا چاہوں گا۔ کئی باتوں کا منطقی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم isolation میں چلے جائیں گے۔ Pakistan will go into isolation. جناب! اس ہاؤس میں جتنے ممبران بیٹھے ہیں، پریس گیلری میں جتنے بندے بیٹھے ہیں، جہاں پر بھی جائیں، آپ سٹرک پر pole کر لیں، اس وقت 7.2 million Pakistanis باہر ہیں۔ یہاں پر کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کا کوئی رشتہ دار یا دوست باہر نہیں ہے۔ کیا ہم ان 7.2 million پاکستانیوں کو غارت کر دیں کہ ان کو نکال دیا جائے ان پر spies لگا دیے جائیں، ان کے کاروبار تباہ کر دیے جائیں۔ ہر پاکستانی کو سمجھا جائے کہ یہ دہشت گرد ہے۔ کیا یہ اچھی خارجہ پالیسی ہوگی؟ کون سا بندہ

ہے جس کا رشتہ دار یا دوست باہر کوئی کام نہیں کر رہا ہے؟ ہر ایک کا ہے۔ اس لیے اگر یہ جذباتیت پر فیصلہ کرنا ہے تو میں کہہ یہ رہا تھا کہ ہم isolation afford نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس isolation کی option نہیں ہے۔

The only thing we have to do is to be responsible; we have to adopt a responsible policy which balances our own priorities with the requirements of the global community. It has to balance our own priorities with the requirement of the global community. This is the policy which we have to adopt.

جناب! میں American legislators کو اور leaders کو کہتا ہوں کہ یہ جس کو war on terror کہتے ہیں، جو بھی خطاب دیں اس جنگ کو، اس لڑائی کو، اس کشمکش کو، campaign against extremism کو، جو بھی وہ کہنا چاہتے ہوں وہ کہیں، یہ نہیں جیتی جائے گی جب تک hearts and minds would be one

(اس موقع پر میاں رضا ربانی قائد حزب اختلاف ہاؤس میں تشریف لائے)

Thank you. I have already complimented for your speech. (Referring to Senator Raza Rabbani).

پروفیسر صاحب کیوں اٹھ کر چلے گئے مجھے نہیں پتا، میں تو ان کو بھی address کر رہا تھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا جناب والا! کہ یہ hearts and minds کی بات ہے۔ یہی میں نے امریکن کو کہا ہے ایسے hearts and minds سے battle نہیں جیتی جائے گی ۔ hearts and minds کی battle ایسے نہیں تو جناب! ہمارے جو آفیسرز شہید ہو رہے ہیں ۔ذرا سخت زبان ہمارے بھائیوں نے استعمال کی، یہ آنی جانی بات ہے ۔ آج کی اپوزیشن کل کی حکومت، آج کی حکومت کل کی اپوزیشن ، ایک Pakistan Army is a tried and tested institution. It is a disciplined institution. ان کو کہا جاتا ہے کہ ایک national objective کیا national objective ہے؟ یہ ہمارے بھائیوں کو مارنا ، قطعاً نہیں ۔ اب میں بتاتا ہوں کہ کیا فرق ہے پاکستان آرمی میں اور دوسری فوجوں میں ۔ اب آپ عراق دیکھیں کہ عراق میں جو

against the American civilian one to hundred امریکن فوجی ۔ ہے casualty rate
سے زیادہ ہے۔ یعنی ایک فوجی سے سو سے زیادہ سویلین مرتے ہیں۔ ہمارے ہاں جو ratio ہے
800 کے قریب دہشت گرد اور 700 کے قریب ہمارے فوجی شہید ہوئے ہیں ۔ 800 دہشت گرد
مارے گئے اور 700 فوجی' اس کا مطلب کیا ہے کہ one to one point, hand to hand,
from them کیا مقصد ہے یعنی تم پر آرٹلری کا بیراج کریں گے ایک ہوائی جہاز بھیج دیں
گے پورا گاؤں نیست و نابود کردیں ۔نہیں ۔ information, intelligence اور اس کے بعد
difficult action جس میں least civilian casualties پاکستان آرمی کے ان جوانوں کو
سلیوٹ کرنا چاہیے کہ چاہے وہ آپ کے ہاں زلزلہ ہو' چاہے flood ہو اور چاہے اس قوم کا دفاع
ہو' وہ وقت بھول گئے دس ماہ کی eye-ball to eye-ball confrontation تھی 2002 میں
disciplined Pakistan Army was there at the border for ten months اگر وہ
فوج نہ ہوتی تو کیا ہوتا' آپ خود اندازہ کرلیں ۔
جناب! اب ہم نیوکلیئر پر آتے ہیں۔

Sir, I want to state very categorically, we have said to the United States repeatedly that we would have wanted an even handed approach and therefore, we because we ourselves are a developing economy and we have energy needs.

تو ہم نے ان کو کہا کہ ہماری بھی energy needs ہیں ہم نے nuclear power کا
proposal دیا لیکن ایک بات میں بتا دینا چاہتا ہوں کوئی بھی کچھ کر لے ۔دو تین چیزوں پر
کوئی بھی compromise نہیں ہوگا ۔ ایک

In South Asia nuclear parity will be maintained at every cost. I say it as a responsible member of the national command authority. Sir, I attended the last meeting of the National Command Authority and we came forward to the very comprehensive response. Nobody is in doubt

تو ہمارا strategic balance ہے strategic equilibrium ہے وہ maintain کیا جائے

گا۔ دوسری بات نیوکلیئر انرجی Nuclear energy for peaceful means for electricity generation ہمارا حق ہے ہم کر رہے ہیں، کرتے رہیں گے ۔ میں آپ کے سامنے کتنے confidence کے ساتھ بات کر سکتا ہوں۔ اس کی ایک وجہ ہے ۔الحمد للہ آج بھی ہم We have got thousands of Scientists. We have got human and physical infrastructure جناب کئی لوگ حیران ہوتے ہیں ۔ میں ابھی امریکہ میں تھا تو مجھے کسی نے پوچھا کہ یہ تمہارے ہاں نیوکلیئر پروگرام کیسے آ گیا میں نے کہا کہ میں پنجاب یونیورسٹی کا پڑھا ہوا ہوں گورنمنٹ کالج کا ۔ quantum physics ایک test ہوتا ہے ۔ quantum's effect 1927 میں کیمبرج یونیورسٹی میں ہوا اور 1929 میں پنجاب یونیورسٹی میں ہوا ۔ یہ کوئی راتوں رات نہیں ہو گیا ۔جو ایشیاء کا پہلا Nuclear Physicist nobel Laureate ہے وہ بھی پاکستانی تھا ۔ہزاروں پاکستانی scientist ہیں ۔ فرق صرف یہ ہے کہ اگر امریکن ہم سے cooperate کریں گے تو ہمیں فائدہ ہی ہو گا تو ہمارے جو nuclear power reactors ہیں

will be more cost effective, will be more efficient. So we have asked the United States to cooperate with us. Bottom line sir, is clear. At the strategic level, parity will be maintained at all costs, nessage have been sent. No. 2 we want a criterion based approach as far as nuclear energy is concerned.

میں نے آپ کو already کہہ دیا ہے کہ کئی دفعہ حکومتیں unpopular decision کرتی ہیں میں نے پہلے ہی تقریر میں کہہ دیا تھا پھر میں اس پر آتا ہوں ۔

پھر کہا گیا کہ Foreign Policy فیل ہو گئی ہے ۔ جناب! انہوں نے ثبوت یہ دیا کہ دھماکے دے دیا کریں گے۔ Suicide bombing ہو رہی ہے۔ اس خارجہ پالیسی کی وجہ سے۔ جناب! میں پوچھتا ہوں امریکہ میں ، برطانیہ میں، ترکی میں، سعودی عرب، افغانستان، عراق، لاطینی امریکہ ہر جگہ دھماکے ہو رہے ہیں ساری خارجہ پالیسیاں فیل ہو گئی ہیں۔ یعنی ہر ملک کی خارجہ پالیسی فیل ہو رہی ہے۔ Sir being serious یہ ایوان بالا ہے۔ جناب! یہ بڑی serious بات ہے ۔ اور اس میں ہم نے Western America کو کہا ہے کہ root causes of

terrorism کی طرف بھی جانا چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ international phenomenon ہے ۔ سعودی عرب میں ہو رہا ہے ہر جگہ ہو رہا ہے۔ میں تو ایک ہاتھ آگے جاتا ہوں جناب! خارجہ پالیسی کو چھوڑیں، حکومت ہی بدل جاتی ہے۔ خارجہ پالیسی بدلنا تو ایک طرف گیا۔ حکومت بدل جاتی ہے وہ یہاں آ جاتے ہیں تو ہم لوگ ادھر چلے جاتے ہیں۔ میں رضا ربانی صاحب سے ایک چیز پوچھنا چاہوں گا۔ جب خارجہ پالیسی بدلے' خیر انہوں نے کہا ہے کہ۔۔۔انہوں نے بڑی اچھی تقریر کی تھی لیکن جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ چلیں جی حکومت ہی بدل جاتی ہے۔ خارجہ پالیسی بھی بدل جاتی ہے۔ سب کچھ بدل گیا کیا۔ جب سب کچھ بدل گیا تو پھر کیا پاکستان دنیا سے کٹا ہوا ہے ؟ کیا پاکستان جزیرہ ہے؟ کیا یہ بات صحیح ہے کہ پاکستان ایک جزیرہ ہے؟ کیا فلسطین کے معاملات کا پاکستان پر اثر نہیں؟ کیا لبنان کے معاملات کا پاکستان پر اثر نہیں؟ کیا عراق کے معاملات کا پاکستان پر اثر نہیں؟ اگر ہے تو جب کل حکومت بدلتی ہے جو کہ ان کی خواہش ہے۔ اس کا voters فیصلہ کرلیں گے۔ کیا آپ کے یہاں بیٹھنے سے امریکہ عراق میں پالیسی بدلے گا؟ کیا فلسطین میں حماس اور الفتح میں صلح ہو جائے گی؟ کیا لبنان کے مسائل حل ہو جائیں گے؟ کیا فلسطین کا مسئلہ حل ہو جائے گا نہیں؟ آپ سے بھی international community وہی demand کرے گی جو ہم سے کر رہی ہے۔ اس کا کیا واسطہ ہے۔ آپ ایک بین الاقوامی برادری میں رہ رہے ہیں۔ خارجہ پالیسی تو ایک چھوٹی بات ہے۔ حکومت بدل کر دیکھ لیں۔ جو نہیں بدلتے اس کا حشر آپ کے سامنے ہے۔ان ملکوں کے نام نہیں لیتا، دو تین آپ کے سامنے آ گئے ہیں۔ افریقہ کے بھی ہیں صرف ہمارے اردگرد نہیں ہیں۔ میں آپ کو کہہ رہا تھا حکومت کو چھوڑیں ایک integral connection ہے۔

میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ بہت سے اراکین نے تقاریر کی ہیں کہ ہمیں root causes میں جانا چاہیے لیکن یہ سمجھ لینا کہ بڑے سطحی سے تجزیہ کی بنیاد پر خارجہ پالیسی بدلیں گے' بدل جائے۔ بھائی آپ بدلیں۔ جب تک امریکہ نہیں بدلتا۔ برطانیہ نہیں بدلتا یا situation on ground لبنان نہیں بدلتی۔ افغانستان نہیں بدلتی۔ reaction بدقسمتی سے ساری اسلامی دنیا میں ہوتا رہے گا۔ اس پر ٹھنڈے دل سے سوچنے کی ضرورت ہے کہ حکومت پاکستان کچھ کر رہی ہے۔ بہت کچھ کر رہی ہے۔ ایک اور session رکھ لیجیے اس میں بتا دوں گا۔ میں ادھر ہی پھرتا

ہوں پانچ نہیں دس گھنٹے کی تقریر کرنی پڑے گی۔ اب جناب یہ ہے کہ اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ یہ صرف ہم سے نہیں international---- اگر تو انہوں نے isolation میں لے جانا ہے ملک کو، کراچی کی industry بند ہو جائے، فیصل آباد کی industry بند ہو جائے۔ پاکستان کا trade ختم ہو جائے۔ ۲۰۰۰ لاکھ پاکستانیوں کی زندگی اجیرن ہو جائے پھر ہم isolation کی policy adopt کر سکتے ہیں۔ اگر آپ isolation کی policy adopt نہیں کریں گے تو آپ کی بھی حکومت ہو گی۔ آپ کو international community کے ساتھ بنا کر رکھنی پڑے گی۔ بین الاقوامی برادری کے ساتھ بنا کر رکھنی پڑے گی۔

جناب! یہ جو بات ہو رہی تھی صرف امریکہ افغانستان میں نہیں، ۲۷ ممالک ہیں افغانستان کی جنگ میں اور سارے European نہیں ہیں۔ اس وقت Asia کے بڑے----ابھی کچھ دنوں پہلے مجھے کوریا کے وزیر خارجہ کا ٹیلیفون آیا۔ بہت افسردہ تھے، ہونا چاہیے۔ ان کے ۲۲ آدمی اس وقت بھی جناب! hostage بنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا ہمیں کیوں ring کرتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ ہمیں نہیں پتا افغانستان میں ہیں۔ ہم اپنی کوشش کریں گے۔ میں صرف اپنے بھائیوں، بہنوں سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہمیں کیوں فون کیا۔ اس لئے کیا کہ ان کا خیال تھا کہ بارڈر سے دھکیل کر کہیں ادھر نہ بھیج دیا ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم نے alert کر دیا ہے اپنی security agencies کو۔ اگر آئیں گے تو ہم کوشش کریں گے کہ وہ ہماری طرف نہ آئیں اور ہم آپ کی مدد کریں گے ان کو چھڑانے کے سلسلے میں۔

آج پاکستان یا تو isolation میں چلا جائے۔ یہ ۲۷ ممالک کی بات نہیں ہے ساری دنیا سے ناتا توڑنا پڑے گا۔

جناب! جو خارجہ پالیسی کی بات کرتے ہیں، میں آپ کو ریکارڈ پر کہتا ہوں، بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ دنیا کے بہت کم ممالک، شاید کوئی بھی نہیں جس کے چین اور امریکہ کے ساتھ بیک وقت اتنے گہرے تعلقات ہوں، جتنے پاکستان کے ہیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ

isolation or disengagement is not a policy that country like Pakistan can afford. Peace and security, market access, economic betterment, all demand a policy of active engagement with the international community.

پھر جناب! دوستوں نے کہا کہ خارجہ پالیسی بموں کے علاوہ بھی فیل ہو گئی ہے تو جناب! میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا خارجہ پالیسی کوئی کامیابی کا event ہے؟ کوئی موسم ہے کہ موسم بدل گیا' it is continuous process. ہاں ممبران نے یہ بھی کہا کہ اس کو بدلیں تو میں ان کو ایک چیز بتانا چاہتا ہوں ۔ Sir, everything in life is perpetually changing. In diplomacy it is a question of nuance. ہم afford نہیں کر سکتے کہ ہم بڑھک مار کر ایسی تقریر کریں جس کے نتیجے میں پاکستان کے قومی مفادات کو نقصان پہنچے لیکن ہماری bottom line, red lines are known to everybody and there will be no compromise on those whatsoever تو اس کا مطلب کیا ہوا کہ جناب! یہ ٹھیک ہے پالیسی ہے national interest is ultimate guardian اور جو حکومت ہوتی ہے' کل دوسروں کی ہو گی' وہ بھی یہی سوچیں گے۔ جس کی بھی حکومت ہو گی کہ national interest کیسے protect کر سکتے ہیں۔جناب! کیا test ہے failure کا؟ کیا یہ failure کا test ہے کہ ایک بہت بڑا ملک سیکورٹی کونسل کا ممبر بننا چاہتا ہے اور نہیں بن سکا۔ کیا نیویارک میں آپ کے diplomats سو رہے ہیں؟ میں ملکوں کے نام نہیں لیتا' جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے۔ نہیں بن سکا۔ پاکستان نے alliance بنایا تھا کہ ہمیں چاہیئے fair play and justice in the international order. We want fair play. ہماری بات مانی گئی تو کیا یہ خارجہ پالیسی کا failure ہے؟ بہت بڑے بڑے چار ملک' میں ان کا نام کیا لوں' کوئی diplomatic skill تو ہو گی' جس کی بنیاد پر وہ نہیں بن سکا۔

پھر یہ کہا گیا کہ ہمارے تعلقات ہمسایوں سے خراب ہو رہے ہیں' یہ تو ایسی چیز ہے کہ مجھ سے جہاں مرضی چاہے debate کرا لیں۔ ہمارے کون سے ہمسائے ہیں؟ میں گنواتا ہوں' ہندوستان' ایران' چین اور افغانستان' چاروں سے تعلقات کا ذکر کروں گا اور ثابت کرونگا کہ پہلے سے زیادہ مستحکم ہیں۔ لفاظی سے نہیں' figures دے کر کہ کیوں مستحکم' کیوں بہتر ہیں؟ ہندوستان کی دس لاکھ فوج 2002 میں بارڈر پر تھی۔ حالات compare کرلیں' ان کے ساتھ تین بڑی' تین چھوٹی جنگیں ہو چکی ہیں' اگر comparison کرنا ہے تو اس کے ساتھ کریں کہ حالات اس وقت بہتر تھے یا آج بہتر ہیں؟ ہمارے سینکڑوں confidence building

measures ہو چکے ہیں۔ People to people contact بڑھ گیا ہے۔

جناب چیئرمین! دونوں ملکوں کے Commerce Secretaries دہلی میں ملے تھے، انہوں نے اگلے پانچ سالوں کے لیے 10 billion dollars target fix کیا ہے۔ آپ کو کیا نظر آرہا ہے کہ پہلے کے مقابلے میں تعلقات خراب ہو رہے ہیں؟ پہلے تو پاکستان انڈیا کا اڑھائی سو ملین trade تھا، اب target fix کر لیا ہے دس بلین کا۔ کیا ان کو ہوش نہیں، جب وہ کاغذ پر دستخط کرتے ہیں؟ اگر تعلقات خراب ہوتے تو وہ کس لیے دس بلین کا target fix کرتے؟ پھر کشمیر پر آجائیں، جناب! کشمیر پر بات چیت ہو رہی ہے لیکن back channel پر ہو رہی ہے۔ ہندوستان کی پارلیمنٹ میں بھی اس پر یہ issue اٹھا کہ ہمیں confidence میں لیں۔ جس حد تک ممکن ہوا، میں نے Foreign Affairs Committees of the National Assembly and Senate کو confidence میں لیا۔ ایک حد تک کیونکہ جب تک کوئی چیز formalize نہیں ہو، اس پر کیا بات کر سکتے ہیں۔ جب ایک proposal formalize ہو جائے گی، وہ پہلے Cabinet میں پھر پارلیمنٹ میں آئے گی۔ اگر Cabinet and Parliament approve نہیں کریں گی تو reject ہو جائے گی، اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے۔ جناب! میں کشمیر پر بات کر رہا تھا۔ کیا بھارت یہ نہیں کہا کرتا تھا کہ کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے اور کون سا؟ اُدھر والا نہیں، اِدھر والا بھی۔ ہمارا اٹوٹ انگ ہے، اُدھر کا بھی، اِدھر کا بھی، اب کیا کہہ رہے ہیں؟ We need a negotiated settlement. A settlement acceptable to both sides. یہ آپ کو ابتری کی طرف، تنزلی کی طرف لگ رہا ہے یا بہتری کی طرف لگ رہا ہے؟

اب چین پر آتے ہیں، ہمارے ہمسایوں کی بات ہو رہی ہے۔ جناب! پچھلے چار پانچ سال سے جب سے میں وزیر خارجہ ہوں 89 agreements have been signed with China. ایک نہیں 89 پچھلے سال ہم نے 31 sign کیے اور میں ریکارڈ پر کہنا چاہتا ہوں، میں نے پہلے کہا ہے اس لیے I am not divulging the secret. Sir, I went to China. اور میں دنیا میں پہلا غیر چینی تھا جس کو کہ چین کے Space Centre لیجایا گیا، مجھے وہ کیوں لے کر گئے؟ کیا وہ پاگل ہو گئے تھے کہ مجھے لے کر گئے؟ اس لیے لے کر گئے کہ مجھ پر پورا بھروسا تھا، پاکستان پر بھروسا تھا۔ پاکستان سے ایسی نوعیت کے تعلقات ہیں جو پہلے کبھی نہیں تھے۔ مجھے چین کے

وزیر خارجہ نے کہا کہ میں بھی وہاں نہیں گیا جہاں تم ہو کر آئے ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ چین کے ساتھ ہمارے تعلقات خراب ہو رہے ہیں۔ جناب! آپ کو پتا ہے کہ پہلے کیا trade تھی، it was 200 million dollar اب FTA ہو گیا، اس وقت 5.2 billion dollar trade ہے۔ چار سال پہلے کتنی تھی؟ 1.3 یعنی 200% increase, اب target کیا ہے 52 billion in the next 4 years. تو کیا آپ کو یہ نظر آ رہا ہے کہ چین سے تعلقات خراب ہوئے ہیں۔

افغانستان کی طرف آ جائیں۔ جس پر میں نے کہا کہ we are managing a difficult situation. اس کی وجہ ہے۔ سوویت یونین کی invasion کے بعد ایک خصوصی حالات پیدا ہوئے، مجاہدین کو launch کیا گیا اور رضا ربانی نے صحیح کہا کہ ان کو پہلے مجاہدین کہا جا رہا تھا، جن کو آج terrorist کہا جا رہا ہے۔ War lords نے ان کو trained کیا

youngmen of the Muslim world were invited as in the Spanish civil war to come and fight for idealism; they were told to come there in fight for idealism; they were coming from all over the muslim world. Then there was a civil war in Afghanistan, as a result of that, you have a certain situation, so no problem. You have a government in Kabul, which does not like people crossing the border.

اب ہم کیا کریں، وہاں 38 ملکوں کے بندے بیٹھے ہیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ وہاں سے پاکستان کی فوج withdraw کی جائے، tribal area میں نہ بھیجی جائے۔ ہم کب چاہتے ہیں کہ فوج بھیجی جائے اور اسی لیے ہم نے North Waziristan agreement کیا اور گالیاں کھائیں اور ان گالیوں کو face کرتے ہوئے ہم نے کہا کہ agreement ٹھیک ہے، ہم اپنے دوستوں اور بھائیوں پر فوج نہیں چڑھائیں گے کیونکہ ہمیں اب بھروسا تھا کہ ہمارے بھائی جو ہم سے agreement کریں گے وہ اس کو honour کریں گے۔ جناب! کیا یہ agreement کا حصہ نہیں تھا کہ cross border movement کی اجازت نہیں ہو گی، وہ ہو رہی ہے، تو کیا کریں۔ دو راستے ہیں، کہہ دیں کہ بھئی ہم سے تو کچھ نہیں ہو سکتا، تم نے جو کرنا ہے کر لو۔ کیا یہ

مناسب ہے؟ اور اگر وہ کریں گے تو casualty rate 1 to 100 کا ہو گا، ہم کریں گے تو یہ سوچ کے کہ جناب نہیں، وہ جو میں نے minimum کہا کہ 1 to 1.2 تو ہم خوشی سے تو نہیں کر رہے، ہم تو اپنی فوج نہیں رکھنا چاہ رہے لیکن کیا 38 ملکوں کو کہیں کہ تم دفع ہو جاؤ، تو دفع ہو جاؤ، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ بھئی آپ اگر کچھ نہیں کر سکتے تو وہ خود کچھ کر لیں گے۔ تو کیا یہ پاکستان کی سیکورٹی کی requirement نہیں ہے؟ کیا یہ پاکستان کی integrity کی، writ کی requirement نہیں ہے؟ پاکستان کی فوج، پاکستان کی writ کی وجہ سے گئی ہے۔ ایک بڑے کڑے امتحان میں پڑ گئی ہے، وہ اس امتحان میں پڑنا نہیں چاہتی تھی۔ فضل الرحمان نے کہا، انہوں نے اچھی بات کی کہ میں صلح کرانا چاہتا ہوں۔ کرائیں، افغانستان کی بات ہو رہی ہے۔ جناب! ابھی ابھی Tribal Jirga ہوا ہے۔ کچھ دوستوں نے یہاں اپوزیشن کی طرف سے تنقید بھی کی تھی اور کچھ نے اس کی تعریف کی تھی۔ کیا Tribal Jirga میں جو resolution pass ہوا ہے کہ پچاس کا چھوٹا جرگہ بنایا جائے گا اور اس میں یہ کہا گیا ہے اپوزیشن سے بات کی جائے۔ وہ پشتو کا لفظ استعمال کر رہے تھے کہ "مخالفین"، مخالفین سے کیا مطلب ہے آپ خود سمجھتے ہیں، وہ نام نہیں لینا چاہتے تھے، وہ مخالفین کو انگریزی میں translate کرنا نہیں چاہتے تھے۔ تو کسی نے suggest کیا کہ اپوزیشن لکھ لو۔ پھر یہ بات ہوئی کہ نہیں وہ تو مشکل ہے، رومن انگریزی میں مخالفین لکھ رہے ہیں۔ مخالفین تو ہر بندہ سمجھتا ہے، پھر کہا نہیں اپوزیشن ہی لکھ دو۔ تو کیا یہ بُری بات ہے۔ جناب چیئرمین! کیا یہ بُری بات ہے کہ جرگے نے فیصلہ کیا کہ جن سے جھگڑا ہو رہا ہے ان سے بات چیت کی جائے۔ آپ کو کیا اعتراض ہے۔ پھر افغانستان سے trade کی بات ہو رہی ہے۔ چار سال قبل 23 million dollar افغانستان کے ساتھ trade تھی، one year ago, it was 1.2 billion dollar یعنی کہ کتنی increase ہے 5000 percent. ہزاروں پاکستانی کارکن افغانستان میں کام کر رہے ہیں، scores of the agreements signed by the Government of Afghanistan and Pakistan تو what does it tell you? حالات خراب ہو رہے ہیں، نہیں، it tells you کہ افغانستان اور پاکستان border پر ایک difficult situation ہے، ہم اس کو control کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ پاکستان کو وہاں پر فوج کی ضرورت نہ پڑے، اس میں ہمارے بھائیوں کو

چاہئیے کہ وہ ہماری مدد کریں، ہم وہاں پر فوج نہیں رکھنا چاہتے، اس پر کسی کوکوئی خوشی نہیں ہے۔ جناب! ہمسایوں کی بات ہو رہی تھی کہ ہمسایوں سے تعلقات خراب ہو گئے تو ہوا میں خراب نہیں ہوتے، خراب ہونے کا کوئی test ہوتا ہے' bench mark ہوتا ہے' litmus test ہوتا ہے۔ Litmus test کیا ہوتا ہے؟ کتنی high level visits ہیں' کتنا trade ہے' کتنے agreements ہیں' میں نے آپ کے سامنے کوشش کی۔

اب آپ ایران پرآ جائیں' مجھ سےکیوں پوچھتے ہیں' ایران والوں سے پوچھ لیں' جتنے قریبی تعلقات آج ہیں' کبھی نہیں تھے اور ہم یہ کیوں نہ کہیں جب بڑے بڑے ملک ویانا میں voting پر لڑھک گئے تو پاکستان ڈٹا رہا تو ایرانیوں کو نظر نہیں آیا۔ ایران' India, پاکستان gas pipe line کافی لوگ متزلزل ہوئے تھے' کافی لوگوں نے مختلف بیانات دنیا کے مختلف capitals میں دیے' پاکستان کے Foreign Office میں کوئی change نہیں آئی' ہم نے کہا کہ یہ ہمارے قومی مفاد میں ہے' ہماری economy grow کر رہی ہے' ہمیں gas کی ضرورت ہے۔ Unprecedented growth in the economy needs,unprecedented steps, we need gas from Iran ہم تو ڈٹے ہوئے ہیں تو پھر جناب! ہمارے تعلقات کیسے خراب ہیں۔ ہمارا trade ان سے تگنا ہو گیا ہے اور ہمارا اگلے سال کے لیے 1 billion dollars target ہے' ایران کے ساتھ' gas pipeline 7 billion, high level visits unprecedented تو مجھے بتائیں کہ کون سا پیمانہ ہے جس سے آپ یہ اندازہ کر رہے ہیں کہ ایران' پاکستان' ایران' ہندوستان' چین اور افغانستان کے ساتھ تعلقات' ہاں افغانستان کے ساتھ مشکل تعلقات ہیں' ہندوستان سے بھی مشکل ہیں but we are trying to manage a difficult situation. یہ تنقید کی گئی تھی کہ ہمارے جو borders کے ساتھی ممالک ہیں' ان سے تعلقات خراب ہو گئے ہیں' میں نے کہا کہ ان کا ضرور ذکر کروں۔

جناب والا! اب یہ بات آ رہی ہے کہ اس کا بھی کریں کہ چین کے ساتھ تعلقات--- ہاں کئی لوگ تجویز کرتے ہیں کہ OIC کو مضبوط کیا جائے تو جناب چیئرمین! ساری دنیا میں جب مشکل آتی ہے تو مسلمانوں کا دل روتا ہے' وہ فطری طور پر کہتے ہیں کہ OIC کو active کریں۔ اچھا اسی bench mark کو دیکھ لیں کہ دنیا کا واحد ملک پاکستان ہے' انگریزی میں کہتے

ہیں کہ deeds speak louder than the words دنیا کا واحد ملک پاکستان ہے جس نے record پر offer کی۔ کیا؛ دو چیزیں کہ ہم GDP کا 1% OIC .1% کو دینے کو تیار ہیں، ہم 1%. GDP کا OIC Secretariat کو دینےکو تیار ہیں، اگر ہم 1%. دیتے تو ہماری طرف سے اچھی خاصی رقم ان کو مل جاتی کیونکہ currently 150 billion dollar is worth of our economy, I think, اس میں ہماری طرف minimum جو بنتا ہے، وہ 15 million dollars ہیں۔ اس بات کو 55 میں سے ایک ملک نے بھی support نہیں کیا، کیا کریں، وہ نہیں کرتے، ہم تو کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم GDP کا ایک percentage science and technology کے لیے دیتے ہیں، ہم نے کچھ اور efforts کیں، ہماری پہلی بات نہیں مانی گئی۔ اس وقت OIC Secretary General Ihsanoglu صاحب ہیں، وہ اس سلسلے میں بڑی محنت کر رہے ہیں، میں انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن ان سے ہی پوچھیں کہ دنیا کا ایک ملک جس نے OIC کو مرکزیت دی ہے، وہ پاکستان ہے۔

پھر کہا گیا کہ آپ کو چاہئیے کہ چین اور روس سے تعلقات اچھے کریں، Central Asia سے اچھےکریں۔ جناب! میں پچھلے ہفتے گیا ہوں، جناب چیئرمین! I visited Shanghai Cooperation Organization اور اتنے warm messages ہیں، President Putin, President Bhujan Tao, I have honour to represent my country there, President of Uzbekistan, Kazekistan سب کے سب، to have a request کہ Shanghai Cooperation Organization کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ کیسے آپ چاہتے ہیں کہ ہم تعلقات بہتر کریں اور ہم نہیں کر رہے، آپ OICسے چاہتے ہیں، میںنے آپ کو ثابت کیا کہ deeds speak louder than the words, .1% of the GDP. آپ نے کہا چین، روس۔۔۔40 سال میں دوسری دفعہ روس کا وزیراعظم پاکستان آیا۔ forty years پہلے شاید کوسیجن صاحب آئے تھے۔چالیس سال پہلے آئے تھے کیا ان کے پاس free time تھا کہ وہ پاکستان کی سیر کرنے آئے تھے۔ چین کے اتنے دورے ہیں کہ میں گنوا نہیں سکتا۔ high level visits بتا دیں۔ میں یہاں بیٹھا notes لے رہا تھا کس سے تعلقات بہتر کریں؟ OIC سے، چین سے ; روس سے ، جس کسی کا آپ نے نام لیا ہے میں نے ان کی بات کی

ہے۔ ہمارے ان سب ممالک سے بڑے close تعلقات ہیں اور ان کو ہم مزید بہتر کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں نے OIC کو cover کیا۔ جناب! اب میں بتاؤں گا before I end, OIC میں ہم نے high level meetings کی ہیں ۔ OIC کی تاریخ میں ' OIC, Foreign Ministers کا میں current Chairman ہوں OIC تاریخ میں صرف دو extra-ordinary summits ہوئی ہیں ۔ ایک جب مسجد اقصیٰ کو آگ لگائی گئی تھی ' ایک extra-ordinary summit پاکستان میں ہوئی تھی ۔ ابھی ہم نے اسلام آباد میں Foreign Ministers Conference کی۔ کوئی ایسا ہمیں نسخہ بتا دیں جو ہم نے نہیں کیا۔ میں آکر آپ سے بعد میں پوچھ لوں گا کہ OIC سے ہم مزید کیسے تعلقات بہتر کریں۔ میں ready ہوں آپ میری رہنمائی کریں، میں حاضر ہوں۔ جناب والا! اب میں آؤں گا اس طرف۔ دوستوں نے اچھی تقاریر کی تھیں consensus کی۔ ایس ایم ظفر صاحب نے ذکر کیا تھا ' رضا ربانی صاحب نے اور بہت سارے دوستوں نے ذکر کیا تھا کہ اس کی بڑی ضرورت ہے and I agree کہ foreign policy is a reflection of our internal policy لوگوں نے consensus کی ضرورت کا ذکر کیا تھا میں سوفیصد متفق ہوں کہ ہونا چاہیے۔ جناب! ڈکشنری میں consensus کے جو مطلب نکلتے ہیں harmony, compromise, agreement, accord, consent یہ ہیں اس کے مطالب ۔ اس کا مطلب ہے کہ agreement, compromise President Musharraf نے کہا تھا انہیں کسی نے مشورہ دیا کہ آپ APC بلائیں۔ انہوں نے کہا اگر لوگ آئیں گے تو میں تیار ہوں۔ within two hours, reject ہوگیا۔ کہا یہ گیا کہ نہیں ' نہیں آپ سے بات نہیں کریں گے، پہلے آپ استعفیٰ دے دیں ' حکومت بھی چھوڑ دیں، حکومت مستعفی ہوجائے پھر بات کریں گے ' کس سے کریں گے؟ ہوگا ہی کوئی نہیں تو بات کس سے کریں گے؟ کوئی ہوگا تو بات کریں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ بات نہیں کریں گے تو consensus آپ نہیں چاہتے یا ہم نہیں چاہتے۔ جناب! آگے بات یہ ہو رہی تھی professional foreign services کو تو میں ریکارڈ پر لاچکا ہوں جو ہمارا پچھلے ساٹھ سال کا ریکارڈ ہے اور میں نے اس میں نٹورسنگھ کو quote کیا ہے جس نے کہا ہے extra ordinarily efficient foreign service of Pakistan اب میں آتا ہوں successes کی طرف کیوں کہ انہوں نے failures گنوائے تھے میں

successes on foreign policy گنواؤں گا ۔ OIC کا میں ذکر کرچکا ہوں ہماری کوششوں سے United Nations میں آج OIC کا status observer کا ہے۔ میں نے already بتایا کہ Security Council میں جو expansion ہو رہی تھی پاکستان کے کیا مفادات تھے جو ہم نے حاصل کیے ملکوں کا نام لیے بغیر سیکورٹی کونسل کی expansion ہوئی۔ جناب! SAFTA جو Regional Trade of SAARC کی ہم نے یہاں اسلام آباد میں کامیاب کانفرنس کی۔ چین کے ساتھ اتنے agreements کیے۔ میں نے آپ کو گنوا کر بتا دیے ہیں۔ ٹریڈ بتا دیا ہے 5.2 billion dollars اس وقت ہو گیا ہے چار سال پہلے 1.3 تھا United States کے ساتھ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کیوں کہ تنقید ہو رہی ہے کہ جناب! اس سے تو آپ کے بہت قریبی تعلقات ہیں۔ چین سے اتنے زیادہ قریب ہیں اور امریکہ سے بہت قریب ہیں۔ جناب! میں پہلا پاکستان کی تاریخ کا وزیرخارجہ ہوں مجھے میرے ووٹروں نے یہ عزت بخشی کہ میں G-8 کی میٹنگ میں گیا ہوں مجھے بلایا گیا تھا۔ first time اس کمرے میں جس میں Stallen, Roosevelt, اور چرچل کی تصاویر تھیں اور پرانے جھنڈے لگے تھے یہ پاکستان کا اعزاز تھا، میرا تو نہیں تھا۔ پاکستان کی کامیاب خارجہ پالیسی کی وجہ ہوگی۔ کئی سالوں سے تین دہائیوں سے کوشش ہو رہی تھی کہ ایک بڑا important forum ہے اس کو کہتے ہیں AEM جس کو کہتے ہیں Asia , Europe meeting and the first foreign Minister in the history of Pakistan جس نے ابھی جرمنی میں meeting attend کی ہے ۔ AASIAN Regional Forum کئی سالوں سے ہم کوشش کررہے تھے کہ relationship upgrade ہو I was the first Foreign Minister to attend a meeting of the AASIAN Regional Forum پھر جناب! Shanghai Cooperation Organization اتنی meetings ہوئی ہیں ہم ہر جگہ پر represented ہیں head of state level پر پہلی دفعہ آپ کے head of state, President نہیں جاسکے، میں وہاں گیا تھا۔ کون سا ایسا میدان ہے جس میں ہم نے کامیابی حاصل نہیں کی۔ ہاں یہ ٹھیک ہے مشکل حالات ہیں، افغانستان کے ساتھ بھی اور ہندوستان کے ساتھ بھی ان کو manage کرنا ہے۔

جناب والا! میں آخر میں آپ کا، اس معزز ایوان کا مشکور ہوں کہ آپ نے بات سنی جو

میں عرض کرنا چاہ رہا تھا۔ مشکل حالات میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کو چلانے کی جو ذمہ داری ہمیں دی گئی ہے ہم کوشش کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے جس پر ختم کروں گا۔ پاکستان کے قومی مفادات ہر چیز پر بالا ہیں اور اس کے لئے جو کچھ ہوگا' کرگزریں گے۔ پاکستان زندہ باد۔

Mr. Chairman: Thank you, for comprehensive response, I think we will now prorogue the session. I read out the prorogation order. In exercise of the powers conferred by Article 54 (1) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session summoned on Friday, the 10th August 2007 on conclusion of its business on 22nd August, 2007.

Sd/

(Gen. Pervez Musharraf)

President of Pakistan

سبحان ربک رب العزت۱ عما یصفون وسام عَلیٰ المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

[The House was then prorogued sine die]